ماہنامہ انصار اللہ

قادرِ مُطلق کے حضور

اِک کرشمہ اپنی قُدرت کا دِکھا
تُجھ کو سب قُدرت ہے اے ربّ الوریٰ!
حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام
اِک نشاں دِکھلا کہ ہو حُجّت تمام

(درِ ثمین)

ایڈیٹر
نصیر احمد انجم

ستمبر 2008ء
تبوک 1387ہش

احمدی انصار کی تعلیم و تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: بشیر احمد اختر

تبوک 1387 ہش ستمبر 2008ء

جلد ---------------------- 49

شمارہ ---------------------- 9

فون نمبر 047-6212982، فیکس 047-6214631

ای میل ansarullahpakistan@gmail.com

معاونین

- ریاض محمود باجوہ
- صفدر نذیر گولیکی
- محمود احمد اشرف

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ، ڈیزائننگ: انیس احمد

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ

دارالصدر جنوبی چناب نگر (ربوہ)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: پاکستان

سالانہ .... ایک سو روپے

قیمت فی پرچہ .... 10 روپے

اس شمارہ میں

○ اداریہ 2

القرآن 3

حدیث نبوی 4

عربی منظوم کلام 5

فارسی منظوم کلام 6

اردو منظوم کلام 7

کلام الامام 8

مہینوں کا سردار رمضان المبارک 9-16

مکرم محمد مقصود احمد صاحب منیب

رنگ بہار (مکرم چوہدری محمد علی صاحب) 17-29

مرتبہ: مکرم محمود مجیب اصغر صاحب

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اظہار خوشنودی و دعا .... .30

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

مقابلہ مقالہ نویسی بعنوان "ہستی باری تعالیٰ"

برائے مجلس انصار اللہ پاکستان 31-34

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

اخبار مجالس 35-40

مرتبہ: مکرم مسعود احمد سلیم صاحب

ادار یہ

اِک نظر، خدا کے لئے

بفضل تعالیٰ، جماعت احمدیہ کا یہ منفرد اعزاز اور طرۂ امتیاز ہے کہ دنیا بھر میں اللہ کے گھروں (بیوت الذکر) کی تعمیر میں مصروف ہے۔ مشرق ہو یا مغرب، شمال ہو یا جنوب چاروں اور خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بیوت الذکر بنائی جا رہی ہیں۔ ایشیائی مشرقی ممالک، انڈونیشیا، ملائیشیا، اور اس کے آگے آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ادھر مغرب کی طرف انگلینڈ، جرمنی دیگر یورپی ممالک اور پھر براعظم شمالی امریکہ میں، امریکہ، کینیڈا، جنوبی امریکہ میں برازیل، گوئٹے مالا، افریقہ کے مشرقی ممالک کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا اور مغربی افریقہ میں غانا، نائیجیریا، بورکینا فاسو، بینن ...... یہ چند نام ہیں ان کے علاوہ دنیا کے کناروں پر آباد فجی جیسے جزائر سمیت دنیا کے 193 ممالک میں جماعت احمدیہ کا پودا لگ چکا ہے اور اکثر ممالک میں خدا کے عظیم الشان گھر بنائے گئے ہیں۔

ان بیوت الذکر کی تعمیر اس لئے کی جاتی ہے کہ خدائے واحد کے نام کی منادی کل عالم میں ہو۔ تثلیث کے ایوانوں میں، ملحدوں کے گھرانوں میں، اذان کی آواز گونجے اور فضا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے سرمدی نغموں سے معمور ہو جائے۔ دنیا کو امن و آشتی کا درس ملے۔ اخوت و یکجہتی کی طاقت سے شیطانی قوتوں کا قلع قمع ہو۔

یہ کام جماعت احمدیہ روز اوّل سے انجام دیتی چلی آ رہی ہے۔ حال ہی میں جماعت کو کینیڈا کے شہر کیلگری میں براعظم شمالی امریکہ کی سب سے بڑی بیت الذکر تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے جس کا افتتاح مورخہ 4 جولائی 2008ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعاؤں سے فرمایا۔ افتتاحی تقریب میں سینکڑوں معزز مہمان شریک ہوئے جن میں کینیڈا کے وزیر اعظم بھی شامل تھے۔

خدا کے اس احسان پر ہم احمدیوں کے سر اُس کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور دل جذبات تشکر سے لبریز ہیں لیکن بعض حلقے اس کار خیر کو اور نظر سے دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ ماہنامہ الفاروق (کراچی) اگست 2008ء کے شمارے میں ''مسلم دنیا حالات و واقعات'' کے عنوان کے تحت یہ خبر دی گئی ہے۔

''کینیڈا میں غیر مسلم فرقے کی ریشہ دوانیاں

امت مسلمہ کے نزدیک متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دیئے جانے والے گمراہ احمدی فرقے (جماعت قادیانی) نے کینیڈا میں اپنی گمراہ کن سرگرمیوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ حال ہی میں 15 ملین ڈالر کی لاگت سے ایک نئی عبادت گاہ تعمیر کی گئی ہے، اس عبادت گاہ کا رقبہ 4500 مربع میٹر ہے اس میں بیک وقت تین ہزار افراد عبادت کر سکتے ہیں، اس عبادت خانے کے مرکزی ہال میں 1500 افراد سما سکتے ہیں اور اس عمارت کی تعمیر میں 14 سال کا طویل عرصہ لگا۔''

کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور   پرواز ہے دونوں کی اِسی ایک جہاں میں

القرآن

فرضیتِ روزہ

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ
مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٤﴾ أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ
فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۚ وَأَنْ تَصُومُوا
خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٨٥﴾

(سورۃ البقرہ:184-185)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو

(اردو ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حدیث نبوی ﷺ

برکاتِ روزہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهُ اِلَّا الصِّيَامَ فَاِنَّهُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ. وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهُ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ اِنِّیْ صَآئِمٌ. وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ. لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا، اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ، وَاِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ

(بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شُتِمَ)

ترجمہ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا۔یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے،پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شر کرے اگر اس سے کوئی گالی گلوچ ہو یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے!روزے دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔کیونکہ اس نے اپنا یہ حال خدا تعالیٰ کی خاطر کیا ہے۔روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوتی ہے جب روزے کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہو گی۔

عربی منظوم کلام

كِتَابٌ كَرِيمٌ حَازَ كُلَّ فَضِيلَةٍ

وَجَاءَ بِقُرْآنٍ مَجِيدٍ مُكَمَّلٍ
مُنِيرٍ فَنَوَّرَ عَالَمًا وَيُنَوِّرُ

اور وہ مکمل قرآن مجید لے کر آیا جو روشنی بخشنے والا ہے۔ سو اس نے ایک دنیا کو منور کر دیا اور آئندہ بھی منور کرتا رہے گا

كِتَابٌ كَرِيمٌ حَازَ كُلَّ فَضِيلَةٍ
وَيَسْقِي كُؤُوسَ مَعَارِفٍ وَيُوَفِّرُ

وہ ایک عزت والی کتاب ہے جو تمام فضیلتوں کی جامع ہے۔ معارف کے جام پلاتی ہے اور وافر پلاتی ہے۔

وَفِيهِ رَأَيْنَا بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰى
وَفِيهِ وَجَدْنَا مَا يَقِي وَيُبَصِّرُ

اور اسی میں ہم نے ہدایت کے کھلے کھلے نشان پائے ہیں اور اسی میں ہم نے وہ بات پائی ہے جو بچاتی ہے اور بصیرت بخشتی ہے

كَعَيْنٍ كَحِيلٍ زُيِّنَتْ صَفَحَاتُهُ
بِنَاظِرَةٍ مِّنْ عِيْنِ خُلْدٍ يَنْظُرُ

سرگین آنکھ کی طرح اس کے صفحات مزین کئے گئے ہیں وہ (قرآن) جنت کی بڑی آنکھوں والی حوروں کی نگاہ سے دیکھتا ہے

طَرِيٌّ طَلَاوَتُهُ وَلَمْ تَعْفُ نُقْطَةٌ
لِمَا صَانَهُ اللّٰهُ الْقَدِيرُ الْمُوَقِّرُ

اس کی تر و تازگی ہمیشہ ہی شاداب ہے اور اس کا ایک نقطہ بھی نہ مٹ سکا کیونکہ عزت بخش اور قدیر خدا نے اس کی حفاظت فرمائی ہے

فَيَا عَجَبًا مِّنْ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ
أَرَى أَنَّهُ دُرٌّ وَمِسْكٌ وَعَنْبَرُ

پس اس کا حسن اور جمال کیا ہی عجیب ہے۔ میں تو اس کو موتی، کستوری اور عنبر ہی پاتا ہوں۔

(القصائد الاحمدیہ مترجم جدید ایڈیشن صفحہ 60 تا 63)

فارسی منظوم کلام

مطلبِ ہر دل جمالِ روئے اوست

حمد و شکرِ آں خدائے کردگار
کز وجودش ہر وجودے آشکار

اس خدائے کردگار کی حمد اور شکر واجب ہے جس کے وجود سے ہر چیز کا وجود ظاہر ہوا

ایں جہاں آئینہ دارِ روئے او
ذرہ ذرہ رہ نماید سوئے او

یہ جہان اس کے چہرے کے لئے آئینہ کی طرح ہے ذرہ ذرہ اُسی کی طرف راستہ دکھاتا ہے

کرد در آئینۂ ارض و سما
آں رُخِ بے مثلِ خود جلوہ نما

اس نے زمین و آسمان کے آئینہ میں اپنا بے مثل چہرہ دکھلایا

نورِ مہر و مہ ز فیضِ نورِ اوست
ہر ظہورے تابعِ منشورِ اوست

چاند اور سورج کی روشنی اُسی کے نور کا فیضان ہے ہر چیز کا ظہور اُسی کے شاہی فرمان کے ماتحت ہوتا ہے

ہر سرے سرّے ز خلوت گاہِ او
ہر قدم جوید درِ باجاہِ او

ہر سُر اس کے اسرار خانہ کا ایک بھید ہے اور ہر قدم اُسی کا باعظمت دروازہ تلاش کرتا ہے

مطلبِ ہر دل جمالِ روئے اوست
گمرہے گر ہست ہم در کوئے اوست

اُسی کے منہ کا جمال ہر ایک دل کا مقصود ہے اور کوئی گمراہ بھی ہے تو وہ بھی اُسی کے کوچہ کی تلاش میں ہے

(ضیاء الحق روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 251)

اردو منظوم کلام

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا

لوگو سُنو! کہ زندہ خدا وہ خُدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادتِ قُدرت نما نہیں

بِن دیکھے دِل کو دوستو! پڑتی نہیں ہے کَل
قصّوں سے کیسے پاک ہو یہ نفسِ پُرخلل

کیونکر مِلے فسانوں سے وُہ دلبرِ ازل
گر اِک نشاں ہو ملتا ہے سب زندگی کا پھل

اے سونے والو! جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آ کے دَر پہ ہمارے وُہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اُس سے ہیں جُدا

اس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصلِ مُدّعا
جنّت بھی ہے یہی کہ مِلے یارِ آشنا

اے حُبِّ جاہ والو! یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں

(درثمین اردو صفحہ 104 تا 106 مطبوعہ رقیم پریس لندن)

کلام الامام

صوم رمضان کی اہمیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔ پس اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ:۱۸۶) میں یہی اشارہ ہے کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔......

ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے۔ تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ۔ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔"

روزہ کی فرضیت

اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کردے جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو" (ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن صفحہ 561 تا 563)

☆☆☆☆

مہینوں کا سردار

رمضان المبارک

(مکرم محمد مقصود احمد صاحب منیب)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (البقرۃ:184)

''کہ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنے والے انبیاء علیہ السلام نے بھی مختلف قسم کے اور مختلف صورتوں میں روزے رکھے اور ان کی امتوں نے بھی۔ آیئے حوالہ سے تاریخ کے کچھ اوراق کا جائزہ لیں۔

چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے

"Commonest by far, however, of all the uses of voluntary fasting, in the past and at the present time, is its practice as an act of self-denial with definite religious intention. By the greater number of religions, in the lower middle and higher cultures alike, fasting is largely prescribed, and where it is not required it is nevertheless practiced to some extent by individuals in response to the promptings of nature."

(INCYCLOPEDIA BRETANICA under word "Fasting")

ترجمہ: ماضی اور حال میں طوعی روزوں کے دیگر فوائد میں سے ایک عام فائدہ مذہبی مقصد اور مدعا کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کو مارنا بھی ہے۔ اکثر مذاہب میں چھوٹے، بڑے اور درمیانی طبقات کے لئے مساویہ روزہ کا وجود پایا جاتا ہے اور اگر کہیں روزہ جماعتی رنگ میں نہ بھی ہو تو بھی فطرت کی تحریک و ترغیب پر انفرادی رنگ میں اس کا رواج ملتا ہے۔

دنیا کے قدیم ترین مذاہب بدھ مت اور ہندومت میں روزہ کے بارے میں بہت سی باتیں ملتی ہیں کہ روزہ کیا ہے اور کس طرح رکھنا چاہئے؟ اس کے فوائد کیا ہیں وغیرہ وغیرہ؟ اس کی تفصیل کے لئے دیکھئے

(INCYCLOPEDIA OF RELIGION AND ATHICS 1974 UNDER WORD "FASTING")

یہود میں روزے: یہودیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چالیس دن تک لگاتار روزے رکھنے کا علم بائبل سے ہوتا ہے
(خروج باب 34 آیت 28)

حضرت ایلیا نے بھی چالیس دن بغیر کھائے پئے گزارے۔ (1۔سلاطین باب 19 آیت 8)

پھر کفارہ کا روزہ یہود کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے جو ساتویں مہینے کے دسویں دن رکھا جاتا تھا۔
(احبار باب نمبر 23 آیت نمبر 27)

یہود کے لئے سال میں چار مزید روزوں کا ذکر بھی ملتا ہے (ذکریا باب 8 آیت 19)

پھر حضرت داؤد علیہ السلام کے روزوں کا ذکر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ مجھے صوم داؤد بہت پسند ہیں کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے۔ بائبل میں اس کا ذکر ملتا ہے (زبور باب 35 آیت 13)

اسی طرح دانی ایل نبی اور یوایل نبی نے بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی۔
(دانی ایل باب 9 آیت 3، یوایل باب 2 آیت 12)

یہود میں سے کٹر فریسی لوگ ہفتہ میں دو روزے رکھا کرتے تھے۔ (لوقا باب 18 آیت 12)

عیسائیوں میں روزے: عیسائیوں میں روزے کس طرح رکھے جاتے ہیں ان کی چند ایک مثالیں ملاحظہ ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں انجیل میں لکھا ہے کہ آپ نے 40 دن اور 40 رات کا روزہ رکھا۔
(متی باب نمبر 4 آیت نمبر 2)

حضرت عیسیٰ نے نہ صرف خود روزہ رکھا بلکہ انجیل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے حواریوں کو بھی روزہ رکھنے کی تعلیم دی۔ (متی باب نمبر 6 آیت نمبر 16 تا 18)

حضرت عیسیٰ کے ماننے والوں میں برنباس اور شمعون نامی حواری بہت شہرت رکھتے ہیں ان کے بارہ میں اور دوسرے کلیسا کے بزرگوں کے بارہ میں بھی انجیل میں لکھا ہے یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے۔
(اعمال باب نمبر 13 آیت نمبر 2)

پھر پولوس نے فاقہ کرنے والوں یعنی روزہ رکھنے والوں کے لئے کہا کہ روزہ رکھنا تو خدا کے خادموں کی خوبی ہے۔
(کرنتھیوں باب نمبر 6 آیت نمبر 5)

یوں ہمیں معلوم ہوا کہ قرآن کریم نے جو دیگر مذاہب کا ذکر فرمایا کہ **كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ** کہ جیسے تم سے پہلے لوگوں پر بھی روزہ فرض کیا گیا تھا۔ کس قدر حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ تو ایسی اقوام کا بیان تھا جن کی بنیاد

ہی مذہب ہے۔آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ لادینی تحریکات کے پیروکار اور مشرکین میں بھی روزہ رکھنا کسی نہ کسی طرح رائج رہا ہے اور اب بھی ہے۔اگر سارے دن کا روزہ نہیں تو جزوی روزہ ضرور رکھا جاتا ہے۔

دیگر اقوام میں روزہ: جزوی روزہ سے مراد یہ ہے کہ چند چیزیں کھانے کی اجازت ہوتی ہے اور بعض چیزوں کا فاقہ کیا جاتا ہے جس کو وہ لوگ روزہ یعنی FAST کہتے ہیں۔

قریش مکہ ایام جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے یعنی 10 محرم کا روزہ۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الصّوم بابُ وُجُوبُ صَومِ رَمَضَانْ)

جزوی روزہ کے بیان میں جزائر انڈیمان کے باشندوں کا روزہ اور قدیم مصریوں اور اہل جاپان کا روزہ کا ذکر ملتا ہے۔کہ جزائر کے لوگ بعض مخصوص موسموں میں مخصوص پھل نہیں کھاتے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ ان مخصوص دنوں میں ان کے دیوتا PALUGA کو ان پھلوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

اسی طرح قدیم مصریوں میں بادشاہ کی وفات پر گوشت اور گندم کی روٹی اور دیگر لذیذ کھانے پینے کی اشیاء کی مخالفت ہوتی ہے۔

چین میں جب لوگ چڑھاوا چڑھاتے ہیں تو اس دن کچھ نہیں کھاتے پیتے۔

پھر اہل جاپان کسی کی وفات پر سبزیاں کھانے سے پرہیز کرتے ہیں اور یوں روزہ کی جزوی شکل ان میں بھی جاری ہے۔

کوریا میں باپ کی وفات پر بیٹے تین دن تک اور بقیہ افرادخانہ ایک دن کا مکمل فاقہ کرتے ہیں۔

(INCYCLOPEDIA OF RELIGION AND ATHICS 1974 UNDER WORD "FASTING')

یوں ہمیں اس بات کا ثبوت تاریخ کے حوالے سے مل جاتا ہے کہ روزہ کسی نہ کسی شکل میں اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں موجود ہے اور نہ صرف مذہب میں بلکہ دیگر بڑی بڑی اقوام میں بھی روزہ کی کوئی نہ کوئی شکل موجود ہے۔آیئے اب اسلامی روزہ کے حسن اور فوائد کا ایمان افروز تذکرہ کرتے ہیں۔

روزہ رکھنے اور کھولنے کے اوقات وطریق: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ (سورۃ البقرہ: 188)

ترجمہ:۔ کھاؤ اور پیو! یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے اس کے بعد پھر رات تک اپنے روزوں کی تکمیل کیا کرو۔

پس اختتام سحر تک انسان کچھ کھا پی کر روزہ رکھے اور طلوع فجر سے مغرب تک اپنے روزے کی حفاظت کرے اور پھر مغرب کے وقت روزہ افطار کرے یہی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ ہے۔

روزوں کا فلسفہ: لفظ "رَمض" کا مطلب ہے تپش اور رمضان کا مطلب ہے دو تپشیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل وشرب (یعنی کھانے پینے۔ ناقل) اورتمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کیلئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 209)

اہل لغت کے مطابق اس مہینے کا نام رمضان اس لئے پڑا کہ جب پہلی بار روزے فرض ہوئے تھے تو موسم گرما تھا حالانکہ اگر یہ بات درست سمجھی جائے تو پھر آج کل جو سردیوں میں روزے آرہے ہیں اب تو اسے رمضان نہیں کہنا چاہئے۔ اس لئے درحقیقت جو بات حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمائی ہے وہی اس کا حقیقی مفہوم ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما بیان فرماتے ہیں کہ اِنَّمَا سُمِّیَ رَمَضَانُ لِاَنَّ الذُّنُوبَ تَرْمَضُ فِیهِ۔

کہ اس مہینے کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں گناہ جل جاتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"رَمَضَانَ، رَمَضَ سے نکلا ہے جس کے معنی عربی میں جلن اور سوزش کے ہیں۔ خواہ وہ جلن دھوپ کی ہو خواہ بیماری کی۔ اس لئے رمضان کا مطلب یہ ہوا کہ ایسا موسم جس میں سختی کے اوقات اور ایام ہوں۔" (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 392)

پس بھوک اور پیاس جسم کے اندر گرمی، حرارت اور تپش پیدا کر دیتی ہے۔ چنانچہ اسی مناسبت سے اس مبارک مہینہ کا نام رمضان رکھا گیا ہے کہ جسم کی بہت سی آلائشیں، فاسد مادے انسان کا معدہ خالی رہنے سے جل جاتے ہیں اور بے شمار بیماریوں سے انسان بچ جاتا ہے۔ عام طور پر جو لوگ ضرورت سے زائد کھانے کے عادی ہوتے ہیں پھر وہ اسی وجہ سے موٹے ہو جاتے ہیں لیکن روزے اُن کے جسم کی چربی کو پگھلا کر اُن میں صبر پیدا کر کے اُن کے جسموں کو اپنی اصل حالت میں لانے کے لئے بڑا مفید ذریعہ ہیں۔

روزوں کی اہمیت: رمضان المبارک کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

کہ اے ایمان دارو! تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم متقی بن جاؤ۔ رمضان المبارک کی سب سے بڑی اور واضح اہمیت یہ ہے کہ اگر ہم متقی بننا چاہتے ہیں پرہیزگار بننا چاہتے ہیں تو ہمیں اس فرض کی تکمیل ضرور کرنی چاہئے۔

دوسری اہمیت اس کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

بُنِیَ الْاِسلامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَاءُ الزَّکٰوةِ وَالْحَجُّ وَ صَوْمُ رَمَضَانَ۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس)

ترجمہ۔اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر رکھی گئی ہے۔(۱) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) حج کرنا اور (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔

اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہے کہ رمضان المبارک کے روزے اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہیں چنانچہ یہ فرض ہیں ان کو بغیر کسی عذر کے چھوڑنا گناہ کا موجب ہے۔

پھر ایک اور حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کی اہمیت بیان کی۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخوں میں ہمیں وعظ کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے اوپر ایک عظمت والا مبارک مہینہ سایہ فگن ہونے کو ہے۔اس مہینہ میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزہ کو فرض قرار دیا ہے اور اس مہینہ کی راتوں کے قیام کو ثواب عظیم کا موجب بنایا ہے۔پس جو شخص اس مبارک مہینہ میں کسی نیکی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے اس کی مثال ایسی ہے کہ گویا اس نے رمضان کے علاوہ کوئی فرض ادا کر دیا ہے اور جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرتا ہے تو گویا اس نے غیر رمضان میں ستر فرض ادا کر دیئے (یعنی رمضان المبارک میں ثواب اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ رمضان المبارک کے نوافل پر فرائض کی نیکیاں ملتی ہیں اور فرائض اپنے ثواب اور اجر میں ستر گنا بڑھ جاتے ہیں) یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے۔اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لئے وہ افطاری آگ سے نجات دلانے اور گناہوں کو معاف کرانے کا سبب ہوگی اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم تو کسی روزہ دار کو افطاری کرانے کی وسعت نہیں رکھتے۔فرمایا کہ افطاری کا مطلب پیٹ بھر کر کھانا کھلانا نہیں بلکہ اس کا ثواب تو ایک کھجور کھلانے، ایک گھونٹ پانی پلانے یا ایک گھونٹ دودھ کی لسی پلانے پر بھی اللہ تعالیٰ مرتب فرما دیتا ہے۔

پھر فرمایا: یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اوّل حصہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔درمیانی عشرہ مغفرت کا ہے اور آخری عشرہ آگ سے آزادی کا ہے۔پس جو شخص اس مہینے میں کوئی غلام آزاد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے اور اسے آگ سے نجات دیتا ہے۔اس مہینہ میں چار باتوں کو خاص طور پر مدنظر رکھا کرو۔ان میں سے دو چیزیں ایسی ہیں کہ جس سے تمہیں چارہ کار نہیں پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو وہ کلمۂ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کرو اور آگ سے پناہ مانگو۔پس جو کوئی کسی روزہ دار کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ میرے حوض کوثر سے اس کو ایسا پانی پلائے گا جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک اُسے پیاس نہیں لگے گی۔

(الترغیب والترھیب جلد نمبر 2 صفحہ 16 و 17 وبیہقی بحوالہ مشکوۃ المصابیح)

<u>مہینوں کا سردار مہینہ:</u> آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کو بڑی عزت واحترام اور سب مہینوں کا سردار

قرار دیا ہے۔ الترغیب والترھیب میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''مہینوں کا سردار مہینہ رمضان المبارک ہے۔''

اس مہینہ کو سب سے افضل مہینہ قرار دیتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالت ایمان میں ثواب اور اخلاص سے عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوجاتا ہے جیسے ابھی اس کی ماں نے اُسے جنم دیا ہو۔'' (سنن نسائی کتاب الصوم)

پس معلوم ہوا کہ افضل ترین اور سردار مہینہ رمضان المبارک کا ہی مہینہ ہے۔ لیکن اس شخص کے لئے جو اس کی اہمیت اور افضلیت کو سمجھتے ہوئے اس مہینہ کے دوران پورے اخلاص سے عبادت الٰہی بجالاتا ہے۔

رضائے باری تعالیٰ اور تقویٰ کی باریک راہیں: ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''تقویٰ کی باریک راہیں کیا ہیں؟ فرمایا: یہ راہیں تم تب حاصل کر سکتے ہو جو تمہاری اپنی مرضی کچھ نہ ہو بلکہ اب تمہارا ہر کام ہر عمل خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو۔ اگر خدا تعالیٰ تمہیں روکتا ہے کہ گھر تمہاری صحت کے لئے اچھا ہے۔ حلال کھانا جائز ہے لیکن میری رضا کی خاطر تمہیں اب اس ایک مہینے میں کچھ وقت کے لئے کھانے سے ہاتھ روکنے پڑیں گے۔ تو جو چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں وہ بھی فجر سے لے کر مغرب تک تم پر حرام ہیں۔ اب تمہیں میری مرضی کی خاطر ان جائز اور حلال چیزوں کو بھی چھوڑنا پڑے گا ہر قسم کی سستی ترک کرنا پڑے گا۔ چھوڑنا پڑے گا۔ یہ نہیں کہ میرے حکموں کو سستی اور لاپروائی کی وجہ سے ٹال دو۔ اگر تم رمضان کے مہینے میں لاپروائی سے کام لوگے اور روزے کو کچھ اہمیت نہیں دو گے یا اگر روزے رکھ لوگے اس نے کہا گھر میں سب رکھ رہے ہیں شرم میں رکھ لو اور نمازوں میں سستی کر جاؤ، نوافل میں سستی کر جاؤ۔ قرآن کریم پڑھنے میں سستی کر جاؤ۔ قرآن کریم کا بھی رمضان میں ہر ایک کو کم از کم ایک دور مکمل کرنا چاہئے تو یہ تمہارے روزے خدا کی خاطر نہیں ہوں گے۔ اگر یہ سستی رہی تو یہ دنیا دکھاوے کے روزے ہیں۔ اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کو بھوکا پیاسا رکھے یا ایسے ہی لوگوں کے بھوکا پیاسا رہنے سے تمہارے اللہ تعالیٰ کو کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ ایسے لوگ تو مومن ہی نہیں ہیں اور روزے تو مومن اور تقویٰ اختیار کرنے والوں پر فرض کئے گئے ہیں۔ بعض لوگ صرف سستی کی وجہ سے روزے چھوڑ رہے ہوتے ہیں۔ نیند بہت پیاری ہے۔ کون اُٹھے؟ روزے میں ذرا سی تھکاوٹ یا بھوک برداشت نہیں کر رہے ہوتے تو اس لئے روزے چھوڑ رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ سب باتیں ایسی ہیں جو ایمان سے دُور لے جانے والی ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ ایمان مکمل طور پر تقویٰ اختیار کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور روزے رکھنے سے جس طرح کہ روزے رکھنے کا حق ہے۔ نوافل کے لئے اُٹھو، نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرو، قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت کرو، اس کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس سے تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہوگا اور جب تقویٰ پیدا ہوگا تو اتنا ہی زیادہ تمہارا ایمان مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔ فرمایا کہ یہی

ایمان اور تقویٰ میں ترقی کرنے کے گُر ہیں۔ ..... لیکن شرط یہ ہے کہ روزے اس طرح رکھو جو روزے رکھنے کا حق ہے۔“
(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس مورخہ 24 اکتوبر 2003ء)

روزہ بے بدل نیکی ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کو ایک ایسی نیکی قرار دیا ہے جس کا بدل نہیں ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ ”روزہ رکھنا لازم پکڑ لو کیونکہ اس کا کوئی مثل اور بدل نہیں۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کو نفس کُشی کا بہترین ذریعہ بھی بیان فرمایا ہے۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

”روزہ رکھنا لازم پکڑ لو یہ بہترین نفس کُشی ہے۔“ (الترغیب والترھیب)

پس اپنے نفسِ امارہ کو مارنے اور اسے رضائے باری کے تابع کرنے کا سب سے مؤثر ذریعہ روزہ ہی ہے۔

روزہ عبادت کی معراج: رمضان المبارک میں ہر طرف نیکی اور عبادت کی نسیم بہاری چل رہی ہوتی ہے۔ دلوں پر خدا تعالیٰ کی محبت کا نور اتر رہا ہوتا ہے۔ خدا کی خاطر لوگوں نے دن کے وقت کھانا پینا ترک کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ رمضان المبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق انسان عام دنوں کی نسبت عبادت بھی زیادہ کرتا ہے اور عبادت کرنے میں زیادہ یکسوئی دکھاتا ہے۔ لہٰذا اس طرح روزہ عبادت کی معراج بن جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے رمضان کو تم پر فرض کیا ہے اور میں نے اس کی راتوں کی عبادت تمہارے لئے بطور سُنّت قائم کردی ہے۔“ (سنن نسائی کتاب الصوم)

پھر آپؐ کی راتوں کے قیام کے بارہ میں حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں ساری ساری رات عبادت میں مصروف رہتے تھے جبکہ عام دنوں میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔“ (سنن نسائی کتاب الصوم)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”درحقیقت روزہ تو عبادت کا معراج ہے۔ روزہ سب عبادتوں میں افضل ہے اور اس میں ساری عبادتیں سمٹ جاتی ہیں۔ تمام عبادتیں اپنے عروج تک پہنچ کر روزہ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔“ (خطبہ جمعہ فرمودہ 20 مئی 1986ء)

رمضان میں نہ صرف خود عبادت الٰہی میں زیادہ مصروف رہنا چاہئے بلکہ افرادِ خانہ کو بھی اس کی تلقین کرنی ضروری ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں احادیث میں آتا ہے کہ آپؐ نہ صرف اپنی راتوں کو زندہ کرتے بلکہ اپنے اہل خانہ کو بھی اور دیگر صحابہ کو بھی راتوں کی عبادت کی ترغیب دلاتے تھے۔ (بخاری کتاب الصیام۔ ترمذی ابواب الصیام)

دل میں نور پیدا کرنے کا ذریعہ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان المبارک کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویرِ قلب کے لئے عمدہ لکھا ہے۔ اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز سے تزکیۂ نفس اور روزہ سے تجلّی قلب ہوتی ہے۔ تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلّی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔'' (الحکم 10 دسمبر 1902ء)

شیطانی خیالات اور ناپاک تصورات سے نجات پانے کے لئے نماز و روزہ بہت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیۂ نفس کے واسطے ضروری ہے اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے۔''

(البدر 18 جنوری 1907ء)

پس کشفی طاقت کو بڑھانے اور دل میں نور پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان روزہ رکھے۔

روزہ کی جزا: اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نیکی کے لئے جزا بیان فرمائی ہے جو دس گنا سے سات سو گنا تک ہے لیکن روزہ ایسی زبردست عبادت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''تمہارا رب فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک ہے اور روزہ کی عبادت تو خاص میرے لئے ہے اور مَیں خود اس کی جزا دوں گا یا میں خود اس کا بدلہ ہوں اور روزہ آگ سے بچانے کے لئے ڈھال ہے اور روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ محبوب ہے۔'' (جامع الترمذی ابواب الصوم)

پھر حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''جو بھی اللہ کی خاطر ایک دن روزہ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ سے ستر خریف دُور کر دے گا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الجہاد والسیر)

(باقی آئندہ)

امتحانات خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء

امتحان ستمبر 2008ء

1۔ ''نظامِ آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر''

2۔ ''خلافتِ حقہ......'' (تقریر حضرت مصلح موعود جلسہ سالانہ 1956ء)

(مرسلہ: قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان)

رنگِ بہار

مرتبہ: مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب

مجلس انصار اللہ پاکستان کے زیر اہتمام ایک روح پرور پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں تین بزرگان سلسلہ نے خلفاء کرام سے متعلق اپنی یادوں پر مبنی واقعات سنائے۔ یہ بزرگ مکرم چوہدری محمد علی صاحب، مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب اور مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب تھے۔ قارئین انصاراللہ کے لئے اس شمارہ میں مکرم ومحترم چوہدری محمد علی صاحب کے بیان کردہ واقعات پیش کئے جا رہے ہیں۔ دیگر دونوں بزرگان کی گفتگو گزشتہ شماروں میں شائع کی جا چکی ہے۔ (مدیر ماہنامہ انصاراللہ)

بات یہ ہے کہ مثال کے طور پر جب پھولوں کو بیان کرنا چاہیں تو بیان نہیں کر سکتے کبھی اس کے رنگ کا ذکر کرتے ہیں کبھی اس کی خوشبو کا ذکر کرتے ہیں۔ لیکن وہ پھول جب تک دیکھا نہ ہو پورے طور پر اس کا ادراک ہو نہیں سکتا اس لئے جب خلفاء احمدیت کا ذکر کریں تو سب سے پہلے اس بے مائیگی کا احساس ہوتا ہے کہ اس کو کمیونیکیٹ (Communicate) کیسے کیا جائے ان کی محبتیں ہر احمدی، ہر چھوٹے سے بھی، بڑے سے بھی، اچھے سے بھی اور بُرے سے بھی نظر آتی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کہیں فرمایا ہے کہ اگر ہمارا ماننے والا کوئی شراب کے نشے میں دھت کسی نالی کے پاس پڑا ہو تو ہم اسے بڑے پیار سے اٹھا کر لائیں گے۔

میں اپنے دل کو یہ کہہ کر سمجھا لیا کرتا ہوں کہ جب وہ برستا ہے تو روڑی پر بھی برستا ہے۔ میں یہ نہیں جانتا کہ کس طرح بات کو شروع کروں۔ انتخاب میرے لئے مشکل ہے۔ ایک بات میرے ذہن میں آتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود کے متعلق، جب یہاں کالج بن رہا تھا تو اس وقت خلیفۃ المسیح الثالث جو صاحبزادہ مرزا ناصر احمد تھے۔ یہاں کالج بنوا رہے تھے۔ کوئی درخت نہیں تھا کوئی سایہ نہیں کوئی چھت نہیں تھی۔ گرمی میں، دھوپ میں کھڑے ہو کر۔ مزدوروں میں کھڑے ہو کر کام کی نگرانی کیا کرتے تھے۔ تو میری ڈیوٹی حضور کے ساتھ ہوتی تھی اس وقت بجلی نہیں تھی۔ حضور بھی وہیں تشریف فرما تھے۔ ہم لوگ جب صبح واش روم میں جاتے تھے تو جوتے کو چھڑی سے ہلاتے تھے کہ اس میں کہیں بچھو یا سانپ نہ ہو۔ بالکل خالی ایک جگہ تھی۔ حضرت مصلح موعود نے کالج کے لئے بہت تھوڑی رقم (جو اس زمانے میں ایک بڑی رقم تھی) دی اور فرمایا تھا کہ بس اتنی رقم ہے۔ اسے بنیادوں میں ہی نہ ڈال دینا، کمرے بنائیں بعد میں اس میں توسیع ہوتی رہے گی ساتھ حضور نے عطایا لینے کی بھی اجازت دے دی کہ ڈونیشن لے سکتے ہو۔ تو ڈونیشن لینے کے لئے کبھی حضرت صاحب خود تشریف لے جاتے تھے۔ (میں حضرت صاحب کہتا ہوں اس وقت تو حضرت صاحب نہیں تھے مگر اللہ تعالیٰ کے علم میں تو حضرت

صاحب ہی تھے) کبھی مجھے بھی بھیج دیتے تھے۔ میں لاہور گیا۔ (لمبی بات ہے۔) وہاں مجھے بڑے پیسے ملے۔ خان بہادر ڈاکٹر محمد بشیر صاحب مرحوم، قاضی محمد اسلم صاحب کے بڑے بھائی، آئی سپیشلسٹ تھے۔ ان سے عرض کیا کہ کالج بنایا جا رہا ہے۔ آپ سے چندہ دینے کی درخواست ہے۔ انہوں نے ایک چیک لیا اور دستخط کر دیئے اور رقم کا خانہ خالی رہنے دیا کہ جتنی مرضی لکھ لیں۔ میں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب پانچ ہزار سے ہم کم نہیں لیتے اور پانچ ہزار سے زیادہ نہیں لیتے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں آپ لے جائیں جتنا مرضی لکھ لیں میں نے ان کے سامنے پانچ ہزار لکھ دیا۔ (لمبی بات ہے۔) مجھے سن سٹروک ہو گیا۔ گرمی کا موسم تھا وہاں پیدل پھرتا رہا تو یہاں آنے سے پہلے فون کرنے لگا۔

ربوہ کا تعارف ہو چکا تھا۔ اور خدا کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے جماعت ایسی بنائی ہوئی ہے کہ اس میں میرے جیسے کمزور بھی ہیں لیکن بایں حالات یہ عجیب جماعت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی جماعت ہے۔ اور اب دنیا کی تقدیر اس جماعت سے وابستہ ہے۔ اس امر میں کوئی شک نہیں ہے۔

وہاں میں نے فون کیا۔ بسوں یا ٹرکوں کا اڈہ تھا۔ میں نے کہا میں نے فون کرنا ہے انہوں نے کہا کر لیں۔ میں نے فون کیا تو اس زمانہ میں فون آٹو میٹک نہیں ہوتا تھا۔ کال بک کروائی جاتی تھی۔ جب پانچ چھ منٹ گزرے اور کال نہ ملی تو وہ جو دکاندار تھا۔ انہوں نے فون اٹھایا اور اس کو تلخی سے کہا تم اتنی دیر اس لئے کر رہے ہو کہ انہوں نے ربوہ جانا ہے۔ میں نے دل میں کہا یہ تو احمدی معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا کال کے کتنے پیسے اس نے کہا پیسے کیسے۔ میں نے کہا جی آپ احمدی ہیں۔ کہا میں احمدی تو نہیں ہوں۔ میں نے کہا پھر آپ پیسے کیوں نہیں لیتے۔ وہ کہنے لگا دیکھئے۔ ہماری بس کا ایک حادثہ ہو گیا تھا جہاں ربوہ آباد کر رہے ہیں وہاں، تو کئی زخمی ہوئے اور خیال تھا کہ کئی ہزار روپے ادا کرنا پڑیں گے۔ لیکن ربوہ کے شہری دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ کوئی دودھ لا رہا ہے کوئی کچھ لا رہا ہے۔ زخموں کی مرہم پٹی کی جارہی ہے تو پیسے کیسے آپ سے لے لیں۔

اصل بات تو یہ ہے کہ جماعت کا نمونہ خدا کے فضل سے ایسا ہے کہ آج ساری روئے زمین پر اگر بنی نوع انسان کے لئے کوئی امید ہے تو صرف یہی ایک جماعت ہے۔ اس لحاظ سے ہم پر بہت بڑی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔

خیر میں ربوہ پہنچا اور سن سٹروک کی وجہ سے اسٹیشن پر آ کر بیٹھ گیا فون تو کیا تھا لیکن گاڑی نہ آئی۔ ایک بنچ پڑا ہوا تھا میں اس پر بیٹھ گیا میں پیدل چل نہیں سکتا تھا تو میں نے ریلوے لائن کے ساتھ بیٹھے بیٹھے چلنا شروع کیا تھوڑی دور ہی گیا تھا۔ جہاں کالج بنا وہاں تک کوئی عمارت نہیں تھی۔ (اسٹیشن سے کالج تک) اسٹیشن تک کالج کی لائٹ پہنچ رہی تھی۔

ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ ایک سفر میں حضور کے ساتھ تھا۔ حضور کے ساتھ تین بار سفر کرنے کا موقع ملا۔ یورپ کی بات ہے۔ حضور کو بڑے شہروں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی نہ بڑے بڑے ہوٹلوں سے۔ چھوٹی موٹی جگہ پر رکتے۔ وہاں سے چائے خود تیار کروا کر لے آتے تھے۔ اور آگے سفر پر روانہ ہو جاتے۔ ایسے ہی ایک مرتبہ ہم ناشتہ کے لئے رُکے ناشتہ بڑا ہیوی (Heavy) ہوتا تھا۔ ناشتے میں لیڈی نے دو کارٹن دودھ کے رکھے ہوئے تھے۔ وہ لینڈ لیڈی آئی اس نے کہا میں لے

جاتی ہوں گرم کر کے لاتی ہوں میں نے عرض کیا حضور میں دودھ ٹھنڈا ابھی پی لیتا ہوں۔ حضور نے فرمایا پھر پی لو چنانچہ میں نے کارٹن کا منہ کھولا اور پی گیا اور خالی کارٹن رکھ دیا۔ تھوڑی دیر میں وہ دوسرا لے کر آئی وہ بھی پی لیا جب برتن اٹھانے لگی تو اس کا خیال تھا کہ پہلا کارٹن دودھ سے بھرا ہوا ہے۔ جب اٹھایا تو خالی اس نے کہا دودھ کا کیا ہوا۔ فرمانے لگے۔ انہوں نے پی لیا ہے۔ (میری طرف اشارہ فرمایا) وہ کہنے لگی اور لاؤں۔ حضور نے انگریزی میں فرمایا اس قسم کی پیش کش نہ کریں یہ پی لے گا۔ تو الحمدللہ بہت دودھ پیا ہے۔

ایک اور واقعہ یاد آیا۔ جب کالج بن رہا تھا تو میرے دوست آ گئے۔ وہاں لاہور سے۔ شیخ امین فوت ہو گئے وہ بڑے اچھے کھاتے پیتے گھرانے کے تھے۔ ہمارے باسکٹ بال کے ساتھی تھے۔ میں تو پہلے ہی لنگر خانہ کا کھانا کھاتا تھا۔ ایک تندور تھا۔ وہاں سے کھانا پکوا لیا کرتے تھے۔ حضرت صاحب بھی لنگر خانہ کا کھانا کھاتے تھے تو میں نے کہا اب کیا کیا جائے تو یہاں ایک بابا یوسف ہوتے تھے۔ یہ وہ بابا یوسف تھے جو قادیان میں ہوتے تھے اور ہم اُنہیں بابا یوسف قلاقند کہتے تھے۔

وہ بھی ایک لطیفہ ہے۔ یاد آ گیا ہے۔ سنا دیتا ہوں میں آ گے آ گے تھا وہ شیخ صاحب ذرا پیچھے تھے۔ چھ فٹے لمبے جوان تھے۔ میں نے پوچھا بابا! کباب ہیں؟• (وہ کباب بیچتے تھے۔) کہنے لگے ہاں ہیں اتنے میں شیخ صاحب میرے ساتھ آ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کو دیکھا۔ تو کہنے لگے کباب نہیں ہیں۔ تو شیخ صاحب کہنے لگے ابھی تو آپ نے ان کو کہا ہے کباب ہیں۔ اور میں آیا ہوں تو آپ نے کہا ہے کہ کباب نہیں ہیں تو انہوں نے چھوٹی سی کنالی تھی اس پر سے کپڑا اٹھایا۔ اتنا تھوڑا سا قیمہ تھا۔ فرمانے لگے کہ یہ کل کا قیمہ ہے۔ میں نے برف میں رکھا ہوا تھا۔ گرمی بہت ہے۔ یہ میں اسے تو دے دیتا۔ لیکن آپ کو نہیں دوں گا۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ مہمان ہے جماعت سے تعلق نہیں ہے۔ تو شیخ صاحب کہنے لگے اب تک میرے کانوں میں ان کی آواز گونج رہی ہے تو وہ کہنے لگے کہ بابا جی یہ بتائیں کہ یہ آپ کا قیمہ کل ہی سارا بک جاتا اور آج نیا لے آتے (میں مفہوم بیان کر رہا ہوں پورے الفاظ شاید ادا نہ کر سکوں) تو آپ گزارہ کیسے کرتے۔ (یہ سارا واقعہ میں نے اس فقرہ کی خاطر سنایا ہے۔) وہ کہنے لگے کہ آپ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے ہم تو آٹھ دن کے بعد بروز جمعہ اپنے آقا کو دیکھ لیتے ہیں اور ہمارا ہفتہ گزر جاتا ہے۔ ہم اپنے یوسف کو دیکھ لیتے ہیں۔

خلافت تو ایک منصب ہے۔ ایک انعام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تحفہ ہے۔ ایک زندگی ہے۔ زندگی بخش ایک نسخہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور ساری دنیا میں اس روئے زمین پر صرف ہم وہ ہیں جنہیں یہ نعمت حاصل ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم اس معیار پر ہیں جس معیار پر ہمیں ہونا چاہئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری تقصیروں کو معاف کرتے ہوئے ہم پر انعام کیا ہے۔

واقعات تو بے شمار ہیں میں کس کس واقعہ کا ذکر کروں ضمناً بیان کر دیتا ہوں۔ مجھے ایک خط آیا عزیزم محمد الیاس منیر صاحب جو ہمارے مربی ہیں جرمنی میں ہیں کہ خلفاء کی دعاؤں کا ذکر کریں کہ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دو واقعات آپ لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ شاید عام لوگوں کو اس کا علم نہ ہو ایک واقعہ تو یہ ہے کہ حضور نے

خود مجھے بتایا ابھی حضور خلیفہ نہیں ہوئے تھے پہلے کی بات ہے۔ کراچی تشریف لے گئے تھے تو وہاں کوئی جلسہ تھا۔ واپس یہاں آ گئے۔ تو فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ بندے کی چھوٹی چھوٹی بات کو بھی وہ قبول کر لیتا ہے۔ جس گاڑی پر میں گیا وہ اتنی تیز گاڑی چلاتا تھا.......... میں نے ارادہ کیا کہ واپسی پر اس کے ساتھ میں نہ آؤں گا واپسی پر بھی وہی گاڑی تھی۔ گاڑی میں بیٹھ گئے فرمانے لگے وہ اسٹارٹ نہیں ہو رہی تھی۔ گاڑیاں جا چکی تھیں لوگ جا چکے تھے۔ اخیر تنگ آ کر کہا یہ تو گاڑی اسٹارٹ نہیں ہوتی۔ ایک اور گاڑی لائے کہ آپ اس میں بیٹھ جائیں۔ حضور کہتے ہیں میں اس میں بیٹھ گیا جب میں اس میں بیٹھ گیا۔ پہلے والی گاڑی اسٹارٹ ہو گئی۔

اس قسم کا ایک اور واقعہ (گاڑیوں کے اسٹارٹ ہونے کا) جو خواجہ غلام صادق صاحب ہمارے دوست ہوتے تھے جو پنجاب یونیورسٹی کے صدر شعبہ فلسفہ تھے اور بعد میں وائس چانسلر ہو گئے تھے۔ حضرت صاحب سے ان کا بہت محبت کا تعلق تھا...... یہ واقعہ خود خواجہ غلام صادق صاحب نے سنایا، وہ واقعہ یوں ہے کہ یہاں ٹورنامنٹ تھا وہ آئے۔ اس زمانے میں کاریں تو ہوتی نہیں تھیں تانگے ہوتے تھے۔ انہوں نے ٹرین کے ذریعہ جانا تھا وقت پر وہ بھاگ کر اسٹیشن پر پہنچے اور گاڑی پر سوار ہوئے اس سے پہلے بھی اس قسم کا حادثہ ہو چکا تھا دریا پر گئے وہاں دریا میں پانی آ گیا۔ ان کی کشتی پھنس گئی۔ بھاگ کر اسٹیشن پر جب پہنچے جیب میں ہاتھ ڈالا تو دیکھا بٹوا میرے کمرے میں چھوڑ آئے تھے کسی سے پیسے مانگ کر ٹکٹ لیا تو جاتے ہی انہیں ہارٹ اٹیک ہو گیا۔ مجھے حضرت صاحب نے بھیجا کہ جاؤ جا کر ان کی خیریت پوچھو۔ چنانچہ میں گیا وہ جس کو لوگ کورا وارڈ کہتے ہیں .... اس میں پندرہ بیس تیس آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی بیگم بھی بیٹھی تھی تو میں نے کہا مجھے حضرت صاحب نے بھیجا ہے انہوں نے ارشاد فرمایا کہ میں دعا کروں گا انشاءاللہ خدا تعالیٰ صحت دے گا وہ اُٹھ کر بیٹھ گئے کہنے لگے کہ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ مجھے صحت ہو جائے گی میں دعا کا قائل ہوں اور پھر انہوں نے یہ واقعہ سنایا۔ جو میں سنانے لگا ہوں۔

کہنے لگے میں اور امین شیخ جن کا میں پہلے ذکر کر آیا ہوں۔ باقی تین چار اور دوست تھے ہم گاڑی پر ربوہ سے لاہور کے لئے روانہ ہوئے جب سکھیکی پہنچے تو بعد میں تو اڈے شہر سے باہر منتقل ہو گئے تھے درمیان میں اڈہ ہوتا تھا۔ وہیں سے سب بیٹھتے تھے وہیں رکتی تھیں گاڑیاں۔ وہیں حضرت صاحب بھی رُکا کرتے تھے اڈہ پر کام کرنے والے سب بچے حضرت صاحب کو جانتے تھے۔ حضرت صاحب بچوں کو پیسے دے دیتے تھے تو وہ خوش ہو جاتے تھے۔ ہم وہاں رُکے ہوئے تھے ہر آنے والی گاڑی سے پوچھتے تھے تو وہ کہتے تھے ہمیں تو کوئی واقفیت نہیں ہے حتیٰ کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ ایک گاڑی نظر آئی جو ربوہ سے اِدھر آ رہی تھی۔ اس میں حضرت صاحب بیٹھے تھے۔ حضور نیچے اترے پوچھا کیا بات ہے میں باہر کھڑا تھا میں نے کہا ہماری گاڑی اس طرح خراب ہو گئی ہے۔ حضرت صاحب نے کہا میرے ساتھ تو مستورات ہیں ورنہ بعض کو میں اپنے ساتھ لے جاتا تو آپ یوں کریں کہ ایک آدمی یہاں رُک جائے باقی دوسری ٹرانسپورٹ پر واپس چلے جائیں اور گاڑی کو ٹو کرنے کا انتظام کر کے گاڑی لے جائیں چنانچہ حضور اپنی گاڑی میں بیٹھ گئے پھر نیچے اتر آئے یہ غلام صادق صاحب مجھے بتا رہے ہیں۔ نیچے اتر کر

آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے تو یہ امریکہ کی بنی ہوئی کار بھی اس کے قبضۂ قدرت میں ہے آؤ دعا کریں یہ اسٹارٹ ہو جائے ہم یہ سن کر بڑے حیران ہوئے کہ کار کے لئے کیا دعا کریں گے مگر حضرت صاحب نے وہاں کھڑے کھڑے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لئے تو وہ کہتے ہیں (پنجابی میں) شرم وشرمی ہم نے بھی ہاتھ اٹھا لئے۔ اب اڈے والے بچے اور نوجوان سب اکٹھے ہو گئے تماشہ دیکھنے کے لئے کہ کار کے لئے دعا ہو رہی ہے۔ چنانچہ دعا کے بعد حضور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے۔ ہم تھکے ہوئے تھے ہم بھی جا کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ کسی نے اس کے اسٹارٹ کا بٹن دبا دیا تو کار اسٹارٹ ہو گئی۔ خواجہ صاحب کہنے لگے میں نے کہا کہ اب چلیں، دوستوں نے کہا نہیں اب تو اڈے پر کھڑے ہیں پھر جنگل میں جا کر کھڑے ہو گئے تو کیا ہو گا ہم تو نہیں جائیں گے۔ میں نے کہا اب کار بند نہیں ہو گی اب یہ ہمیں پہنچاوے گی۔ چنانچہ ہوا یہ کہ راوی کراس کیا اور گاڑی کھڑی ہو گئی۔

تو کہنے لگے مجھے یقین ہے کہ مجھے صحت ہو جائے گی انشاء اللہ وہ پھر ٹھیک ہو گئے اور اس کے بعد 15، 20 سال تک زندہ رہے۔

جب میں نیا نیا احمدی ہوا تو صوفی خدا بخش (زیروی) مرحوم یہاں ہوتے تھے۔ حضرت صاحب (مرزا طاہر احمد) کے ساتھ وقف جدید میں ہوتے تھے۔ وہ ہمارے علاقے کے تھے۔ ان کو پتہ نہیں کیسے پتہ چل گیا کہ میں احمدی ہو گیا ہوں۔ ان کے ایک اور صوفی دوست جو نئے نئے احمدی ہوئے تھے نہایت پیارے ساتھی تھے صوفی بشارت الرحمٰن صاحب۔ ان کو بھی پتہ چل گیا۔ ہم چھت پر بیٹھے تھے کہ یہ آ گئے کوئی سوڈیڑھ سو لڑکا وہاں تھا۔ آ کر کہنے لگے Who is Muhammad Ali۔ میں نے کہا میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ کہا Are you Ahmadi میں نے کہا کہ اللہ کے فضل کے ساتھ احمدی ہوں۔ (اس وقت تک کسی کو پتہ نہیں تھا کہ میں احمدی ہوں نہ میں نے کسی کو بتایا تھا۔) اس وقت تو ہنگامہ ہو گیا۔

اب ایک اور دوست کا ذکر اس لئے کرنے لگا ہوں کہ اس کے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔ شبیر میر ایک دوست ہوتا تھا۔ میاں مجیب احمد صاحب اسے جانتے ہیں۔ یہ غلام قادر صاحب کا بھانجا یا لگتا ہو گا۔ تو وہ کہنے لگا کہ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ آپ بیشک کچھ ہو جائیں۔ مجھے بتایا کیوں نہیں میں نے کہا زیادہ باتیں نہ بناؤ۔ قاضی اسلم صاحب بھی احمدی ہیں۔ اس نے کہا کیا واقعی؟ میں نے کہا کہ کیمپس کے ساتھ ان کی کوٹھی ہے جا کر پتہ کر لیں۔ اس نے کہا میں پتہ کرتا ہوں اگر نہ ہوئے میں تمہارا مرڈر (Murder) کر دوں گا۔ خیر وہ گیا اور آیا۔ اور کہنے لگا کہ سینئے جنٹلمین Qazi Muhammad Aslam is an Ahmadi اور یہ بھی احمدی ہے۔ اور اگر اس سے کسی نے لڑنا ہو تو پہلے مجھ سے لڑے۔

میر ایک دوست تھا بیدی۔ تیز طرار، بڑا ذہین، بڑا قابل لڑکا تھا اور میرا بڑا دوست تھا وہ میرے پاس بیٹھ کر پڑھا کرتا تھا اور کبھی میں اس کے کمرے میں بیٹھ کر پڑھا کرتا تھا۔ میرا اور فلیٹ تھا اس کا اور فلیٹ تھا۔ بیدی کا شروع کروں گا تو ختم نہیں ہو گا۔ بڑی مخالفت ہوئی۔ رضا ایک دوست ہوتا تھا۔ بڑا مخالف تھا۔

ایک مرتبہ یونیورسٹی میں یمین یعنی لونڈی کے مسئلہ پر اختلاف ہوگیا ایک گروپ کہتا تھا کہ لونڈی سے "تعلقات" کی اجازت ہے۔ دوسرا کہتا تھا کہ نہیں ہے۔ وہ میرے پاس آئے۔ رضا بھی ساتھ تھا۔ میں نے کہا تم مجھے کہتے ہو میں مسلمان ہی نہیں۔ نہیں نہیں تم بتاؤ۔ میں نے کہا مولوی صاحب سے جا کر پوچھو۔ مولوی صاحب گورنمنٹ کالج کے پروفیسر تھے مولوی کریم بخش صاحب بڑے سکالر تھے۔ لیکن اُن کی طبیعت اپنے رنگ کی تھی۔...... حضرت صاحب اس کی قدر بھی کرتے تھے۔ اچھے آدمی تھے وہ۔ ان کا تکیہ کلام تھا تم سب بازاری آدمی ہو۔ میں نے کہا مولوی صاحب سے پوچھو۔ انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب نے کہا ہے کہ منڈی لگی ہو۔ بک رہی ہو تو وہاں اجازت ہے۔ میں نے کہا...... حضرت صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں۔ حضور وہاں ٹھہرے ہوئے تھے ٹمپل روڈ پر۔ ان کے پاس چلے چلیں۔ کہنے لگے ٹھیک ہے میں نے کہا ان کا لیڈر بیدی نہیں ہوگا مجھ سے یہ غلطی ہوگئی۔ مجھے یہ نہیں کہنا چاہیئے تھا۔ سب نے کہا بیدی ہی لیڈر ہوگا۔ بیدی بڑا تیز طرار لڑکا تھا۔ مجھے خطرہ تھا کہ حضرت صاحب کے سامنے کہیں گستاخی نہ کردے۔

پہلے بیدی کی طبیعت کا سن لیں۔ اس نے پرچہ لکھا اُردو کا 50 مارکس کا ہوتا تھا۔ اس نے لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خاکسار کی رائے میں گورنمنٹ کالج لاہور میں ایک مسجد ہونی چاہیئے جہاں مسلمان طلبا باجماعت نماز ادا کرسکیں۔ اس پر اسے 50 میں سے 49 مارکس دے دیئے ایک اور لڑکا ہوتا تھا۔ اس کی اُردو بہت اچھی ہوتی تھی۔ بعد میں سی ایس پی میں آ گیا تھا اقبال تو اس کو کوئی 25، 26، 27 مارکس یا 30 ہوں گے، ملے۔

بیدی اپنا پرچہ لے کر ساتھیوں کو دکھاتا پھر رہا تھا۔ اقبال نے اس سے پرچہ چھین لیا اور پرنسپل صاحب کے پاس چلا گیا اور کہا کہ یہ دیکھیں کہ مولوی صاحب نے یہ مارکس دیئے ہیں۔ مولوی صاحب کو بلایا۔ مولوی صاحب کیا یہ مارکس آپ نے دیئے ہیں؟ کہنے لگے میں نے دیئے ہیں شرافت کے مارکس بھی ملتے ہیں اور لیاقت کے مارکس بھی دیتے ہیں یہ لیاقت کے مارکس ہیں اور یہ شرافت کے مارکس ہیں۔

تو بیدی کے متعلق مجھے بڑی گھبراہٹ تھی۔ بہر حال ہم سب مل کر حضرت صاحب کے پاس چلے گئے۔ دس لڑکے ہوں گے شاید۔ نماز کا وقت تھا۔ حضور کے پیچھے جا کھڑے ہوئے۔ حضور کے پیچھے میں اور میرے دائیں طرف بیدی۔ اس نے پہلے یہ کیا کہ سر پر رومال باندھ لیا۔ (میں نے کہا چلو کچھ تو ادب کیا ہے۔) نماز پڑھی اس نے بغیر وضو کے اور جب حضور بیٹھ گئے۔ ہاں یاد آیا کہ حضور کے تشریف لانے سے پہلے حضرت مولوی خدا بخش صاحب ہوتے تھے۔ مکرم عطاء الرحمٰن صاحب جو ہمارے مربی تھے ان کے والد خدا تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔

بڑے درویش آدمی تھے۔ بڑی اونچی آواز تھی ان کی۔ انہوں نے اعلان کیا کہ "احباب کان کھول کر سن لیں۔ کوئی حضرت صاحب سے سوال نہ کرے۔ حضرت صاحب کا گلا خراب ہے۔ تین دفعہ یہ اعلان کیا۔" میرے دل میں آیا کہ بیدی نے جا کر واپس کہہ دینا ہے کہ میں نے پیغام بھیج دیا تھا کہ سوال نہیں کرنا۔

بہر حال حضور نماز ادا کر کے ہماری طرف منہ کر کے بیٹھ گئے۔ میں بالکل سامنے تھا۔ میں نے بیدی کو چونڈی کاٹی کہ کرو سوال۔ اور وہ سر جھکائے بیٹھا رہا میں نے تعارف کرایا کہ حضور یہ بیدی ہیں۔ حضور نے فرمایا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ گوجرانوالہ کے۔ آپ گنڈا سنگھ بیدی کو جانتے ہیں۔ جی وہ میرے بڑے بھائی ہیں۔ اچھا فلاں آپ کے دادا اور فلاں حضور نے کھول دیا اب پھر وہ سر جھکائے بیٹھا ہے۔ میں نے پھر چونڈی کاٹی کہ سوال کرو۔ پھر حضرت صاحب نے خود ہی پوچھا کہ کس کلاس میں پڑھتے ہیں کہا M.A میں۔ کیا مضامین ہیں۔ کہا ہسٹری۔ ہسٹری میں کیا پڑھتے ہو۔ بتایا۔ فرمایا یہ کیا ہے۔ M.A میں پڑھتے ہیں اور یہ پڑھتے ہیں یہ تو لائبریری میں ریفرنس بکس مل جاتی ہیں اور میٹرک پاس بھی جا کر دیکھ سکتا ہے۔ کہ فلاں بادشاہ تھا کب پیدا ہوا اور کب فوت ہوا۔ فلسفہ تاریخ پڑھتے ہیں کہا نہیں۔ مقدمہ ابن خلدون کا ذکر کیا اور اس پر حضرت صاحب نے پندرہ منٹ تقریر فرمائی۔ اب پھر سناٹا اس پر پھر میں نے ہی عرض کیا کہ حضور یہاں ہمارے ہوسٹل میں یہ مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ مولوی صاحب نے یہ کہا ہے اور فلاں صاحب کا یہ فتویٰ ہے۔ اب ہم آپ سے پوچھنے آئے ہیں کہ کیا اسلام میں لونڈیاں رکھنے کی اجازت ہے۔ فرمایا لونڈیاں تو ہمارے گھر میں بھی ہوتی ہیں لونڈی سے مراد عورت ہے۔ میں نے کہا حضور نہیں لونڈی بطور بیوی کے۔ حضرت صاحب کو سمجھ تو آ گئی تھی میری اصلاح کرنا چاہتے تھے۔ فرمایا کہ ہاں یوں کہو۔ اس پر حضور کی بڑی کنٹری بیوشن ہے۔ (میں کیا بتاؤں؟ بات لمبی ہو جائے گی۔) اس پر حضرت صاحب نے تقریر فرمائی۔

ویسے ایک اور واقعہ یاد آ گیا حضرت صاحب کا علامہ علاؤالدین ہوتے تھے جو پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہو گئے تھے لیکن اُس وقت تو اسلامیات کے پروفیسر تھے۔ ہمارے کالج میں بھی تشریف لائے تھے۔ میں یونیورسٹی کی سینٹ کا ممبر تھا۔ میٹنگز ہوتی تھیں۔ وہاں ملاقات ہو جاتی تھی۔ میں علامہ صاحب سے ملنے گیا۔ سلام دعا ہوئی جب میں جانے لگا تو کہا کہاں چلے ہو میں تمہیں جانے نہیں دوں گا۔ میں نے کہا کیا بات ہے؟ آج تو بات ہوئی ہے آپ جائیں نہیں چنانچہ اولڈ کیمپس کی بات ہے شامیانہ لگا ہوا تھا۔ جس میں ہائی جنٹری لاہور کی، پڑھے لکھے پروفیسرز، ٹیچرز اور وکیل سب موجود تھے تو ایک صاحب نے مقالہ پڑھا۔ مقالہ کا عنوان تھا۔ ملک یمین اور فلاں کا یہ مذہب ہے۔ فلاں کا یہ مذہب ہے۔ اور حضرات! ایک مذہب مرزا محمود احمد صاحب کا بھی ہے۔ انہوں نے بھی ڈیڑھ انچ کی مسجد الگ بنائی ہے۔ اور وہ یہ کہتے ہیں جب اسے دو منٹ ہو گئے تو علامہ صاحب کھڑے ہو گئے انہوں نے کہا کہ یہ...... بند کریں۔ حضرات! میں احمدی نہیں ہوں آج جب میں گھر سے آ رہا تھا تو میں سمجھتا تھا کہ ہمارے بزرگوں نے اس مسئلے پر جو جھک ماری ہے۔ آج اس کا کچھ مداوا ہو جائے گا حضرات میں احمدی نہیں ہوں لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلے پر جو مذہب مرزا محمود احمد صاحب کا ہے۔ وہی صحیح ہے تو حضور کی جو علمی شان تھی حضور کی جو لیڈر شپ تھی۔ اس کا کیا کیا ذکر کریں ہم۔

اب خیال کریں کہ جب قافلہ آیا ہے قادیان سے (ہم لوگ ابھی قادیان میں تھے) تو وہاں سے جو آتا تھا (ظاہر ہے قدرتی بات ہے جیسے میگنٹ لوہے کو کھینچتا ہے) تو وہ لاہور پہنچتے ہی پہلے قصر خلافت پہنچ جاتے تھے۔ قصر خلافت تو نہیں تھا۔

وہ رتن باغ پہنچ جاتے تھے۔رتن باغ کے پچھلی طرف ایک باغیچہ ساتھا تو شاید رتن باغ اسی لئے کہتے تھے۔تو وہاں احمدیوں کا پورا کیمپ لگا ہوا تھا۔ہزاروں کی تعداد میں اور حضرت صاحب کے ہاں جو اس وقت سالن پکتا تھا اس کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا خط گیا وہاں قادیان۔ہم لوگ قادیان میں تھے۔ان کی طبیعت میں بڑا مزاح تھا۔فرمایا جس شوربے سے ہم آج کل کھانا کھا رہے ہیں اس کے متعلق ہمارے بعض فقہاء کی رائے ہے کہ اس سے وضو جائز ہے۔یہی کھانا حضرت صاحب کھاتے تھے۔یہی کھانا خاندان کے سب افراد جو ایک ہی کوٹھی میں مقیم تھے کھاتے تھے تہ خانہ میں جگہ ملی ہوئی تھی چھوٹے چھوٹے کمروں میں وہیں سب رہ رہے تھے۔اس سلسلہ میں میں بھول نہ جاؤں ایک تو میاں حامی کا نوابزادہ میاں حامد احمد خانصاحب کا واقعہ ہے۔انہوں نے مجھے بتایا کہ میری امی کو جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی صاحبزادی تھیں سخت بخار ہو گیا۔اور پھر بخار اتر بھی گیا۔چھوٹی سی جگہ ہی ہوتی تھی تو جی چاہتا تھا کہ پسند کی چیز کھائیں۔اب جو ملتی تھی روٹی اور شوربہ سا ملتا تھا آلوؤں کا ہوگا یا کسی چیز کا تھا۔جی نہیں چاہتا تھا۔تو ہم نے دیکھا کہ رات کے وقت کوئی آیا ہے۔تو امی کے تکیہ کے نیچے ہاتھ مارا ہے اور چلا گیا ہے ہم نے اٹھ کر دیکھا تو وہاں سو روپیہ کا نوٹ رکھا ہوا تھا۔یہ حضرت صاحب تشریف لائے تھے۔حضور سو روپیہ کا نوٹ رکھ گئے کہ ان کو ضرورت ہے۔اور صبح کے وقت وہ کہتے ہیں میں گیا اور سو روپے کے کباب لے آیا اب کبابوں کی خوشبو سارے رتن باغ میں پھیل گئی اور سب چلے آئے۔پھر ہمیں تھوڑا سا حصہ ہی ملا تو یہ حالت تھی اس زمانہ میں۔

بلکہ ایک اور واقعہ حضور کا۔ہر روز اجلاس ہوا کرتا تھا انجمن کا۔کرسیاں تو ہوتی نہیں تھیں دریاں ہوتی تھیں۔میرے ایک دوست تھے صدیق جو ہائیکورٹ کے جج ہو گئے تھے۔اس نے مجھے کہا کہ ہائیکورٹ کے دو تین جج ہیں وہ مرزا صاحب سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو مناسب ہے کہ اتوار کو ہو جائے۔ان کو پتہ نہیں تھا مجھے تو پتہ ہونا چاہئے تھا۔میری بیوقوفی یا شامتِ اعمال کہ میں نے کہا میں حضرت صاحب سے پوچھوں گا تو جب انجمن کی میٹنگ ختم ہوئی تو میں نے حضرت صاحب کے ساتھ اسی طرح کمرے کے اندر چلنا شروع کر دیا۔سیڑھیاں اندر رہی تھیں میں نے کہا حضور اس طرح صدیق میرا دوست ہے۔اس نے مجھ سے کہا ہے کہ ہائیکورٹ کے تین جج ہیں (یا شاید چار تھے) جو حضور سے ملنا چاہتے ہیں تو اتوار کو مناسب رہے گا۔میری گستاخی دیکھیں اب بھی پسینہ آ جاتا ہے جب میں سوچتا ہوں کہ میں نے کیا کہا۔میرا کام تھا کہ میں پرائیویٹ سیکرٹری سے کہتا۔وہ آگے بات کر کے مجھے بتاتے۔حضرت صاحب چل رہے ہیں اور خاموش ہیں۔میں ساتھ ساتھ چلتا رہا۔حضور سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔

دیکھو یہ کپڑے جو میں نے پہنے ہوئے ہیں ان کو پہنے ہوئے اتنا عرصہ ہو گیا ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ معزز غیر احمدی حضرات سے اس حالت میں ملوں۔

تو اس حالت میں جب ہم پاکستان پہنچے ہیں (قادیان سے) تو صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا تھا کہ حضرت کی خدمت میں یہ پیغام پہنچا نا کہ پرنسپل کی طرف سے گزارش ہے کہ فی الحال کالج شروع نہ کیا جائے۔جماعت جب

سیٹل ہو جائے گی تو تب شروع کریں گے چنانچہ میں نے کہا کہ حضور ایک پیغام بھی لایا ہوں۔حضور نے پیغام سنا۔اس پر جو کالج کمیٹی کے ممبر تھے۔ان میں حضرت ملک غلام فرید صاحب،حضرت درد صاحب،حضرت میاں بشیر احمد صاحب کمیٹی کے صدر تھے۔اور بھی شاید ایک آدھ ہو۔تو پہلے ملک صاحب نے کہا حضور میرا ابھی یہی خیال ہے۔پھر درد صاحب کہنے لگے میرا بھی یہی خیال ہے اس پر میاں بشیر احمد صاحب نے بھی یہی کہا کہ حضور خیال تو میرا بھی یہی ہے۔اس پر فرمایا۔

آپ کو کیا پیسوں کی فکر پڑی ہوئی ہے۔(بڑی اونچی آواز سے دور تک سنائی دی) آپ کو کیا پیسوں کی فکر پڑی ہوئی ہے۔یہ کالج چلے گا اور آج سے شروع ہونا چاہیئے۔پاکستان کی زمین پر آسمان کے نیچے جہاں جگہ ملتی ہے۔آج سے شروع ہونا چاہیئے۔

(بات لمبی ہو جائے گی) تو حضرت صاحب کا ایک طرف یہ خیال تھا اور ایک طرف شہروں کے شہر خالی پڑے تھے لوگ آرہے ہیں کہ کہاں سیٹل کیا جائے۔ایک کمیٹی میں مَیں بھی شامل تھا۔حضور کا حکم تھا کہ ہم اس طرح سیٹل نہیں ہوں گے۔بہت چاہتے تھے کہ سا نگلہ ہل خالی پڑا ہے۔وہاں رہ جاتے ہیں۔وفد بھی گئے تھے۔لیکن ان حالات میں جو مالی حالات تھے کہ جماعت بالکل اَن سیٹل جماعت تھی۔پیسے نہ ہونے کے برابر تھے۔حضور نے فرمایا نہیں ہم اس طرح الاٹ نہیں کروائیں گے۔ہم اس طرح آباد نہیں ہوں گے۔ہمارا مرکز ہوگا۔ہم اپنی زمین خرید کر رہیں گے یہ زمین خرید کر آباد ہوئی ہے۔اور اس زمین کا نصف خرچ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خود ادا کیا اگر چہ اس کے آباد ہونے کے باوجود بھی اس کے کچھ حصہ پر دوسرے قابض ہو گئے۔لیکن اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ہم اور ہماری نسلیں جو یہاں آباد ہیں۔اپنے ماحول میں آباد ہیں۔جیسے ساری دنیا میں ایک آگ لگی ہوئی ہے میں امن کے لحاظ سے نہیں کہہ رہا۔ویسے جو دنیاداری کی جو کیفیت ہے یعنی لالچ اور طمع کی جو آگ چل رہی ہے۔میں اس کی بات کر رہا ہوں۔

اپنے ماحول میں یہاں بیٹھے ہیں یہ اللہ کا احسان ہے ہم پر۔اس پر ہمارا فرض ہے کہ ہم سب دعاؤں کے محتاج ہیں۔ایک دوسرے کے لئے دعا کریں۔ہم سب پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔اتنی بڑی ذمہ داری ہے اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ جتنی خلفاء کی ذمہ داری ہوتی ہے۔اب خیال کریں کہ نہ ہمارے پاس پیسہ ہے۔نہ ہمارے پاس جائیداد ہے۔نہ ہمارے پاس جمیعت ہے نہ ہمارے پاس حکومت ہے۔نہ ہمارے پاس تجارت ہے کوئی ذریعہ نہیں ہے لیکن اللہ نے ساری دنیا پر ایک رعب قائم کیا ہوا ہے۔علمی لحاظ سے بھی عملی لحاظ سے بھی۔

ایک واقعہ یاد آیا۔ربوہ میں پہلا جلسہ ہوا۔ہم نے اپنے خیمہ کے پیسے دے دیئے تھے کہ الگ خیمہ مل جائے اور میں نے اپنی بہنوں کو جو ابھی احمدی نہیں ہوئی تھیں جلسہ پر بلایا۔جب پہنچے تو دوسرے لوگوں نے خیموں پر قبضہ کیا ہوا تھا اور خالی نہیں کرتے تھے۔مجھے لوگوں نے اکسایا کہ مرزا ناصر احمد خالی کرواسکتے ہیں۔معاملہ پہلے ہی تلخ ہو چکا تھا۔میں نے میاں صاحب سے کہا کہ خیمہ خالی کرادیں۔آپ نے فرمایا میں کیسے کرادوں۔نہ میں افسر جلسہ سالانہ اور نہ میرے سپرد خیمے کئے

تھے۔اس پر میری شامت اعمال کہ میں نے کہہ دیا میاں صاحب فیر اپنے او کھے نہ ھووو۔ایساں بیعت تو ھاڈے ابا جان دی کیتی اے تو ھاڈی نئی کیتی۔حضرت صاحب فرمانے لگے میں نے کب کہا ہے کہ میری بیعت کی ہے۔حضرت مرزا خورشید احمد صاحب اور دیگر احباب بھی وہاں کھڑے تھے۔خیر میں نے بہنوں کو بلایا،سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کروں۔میاں چوہدری عبدالواحد صاحب مرحوم ہوتے تھے۔وقف نو میں ہم اکٹھے رہے تھے۔تو انہوں نے کیا کیا ایک خیمہ میں مرد ہو گئے اور ایک خیمہ مستورات کو دے دیا۔بہنوں کو میں نے وہاں بیٹھا دیا۔بات یہاں ختم نہیں ہوئی۔معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب (حضرت مصلح موعود) تک یہ بات کسی ذریعہ سے پہنچ گئی کہ محمد علی کی بہنیں بھی آئی ہوئی ہیں۔اس پر رات کے وقت (میں سمجھتا ہوں ڈیڑھ بجا ہوگا۔) سید میر داؤد احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لالٹین لی ہوئی ہے اور مجھے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔حضور کو بھائی کہتے تھے سارے۔بھائی نے بھیجا ہے اور فرمایا کہ ایک خیمہ خالی کروادیا ہے اپنی بہنوں کو لے کر وہاں آ جائیں۔

اور پھر جب بیعت ہوئی (خلیفہ ثالث کی) تو بہت سے لوگوں نے کہا اب بتاؤ۔

تو حضور کی کیا شفقت بیان کروں بعض ایسے گوشے ہوتے ہیں جو لوگوں کو نظر نہیں آتے۔خواجہ کمال الدین صاحب جب فوت ہوئے تو حضرت صاحب نے ایک خطبہ دیا۔سنا نہیں میں نے پڑھا ہے۔پہلے زمانے کا خطبہ تھا یا میرے زمانے کا۔ اللہ بہتر جانتا ہے میں نے تجسس نہیں کیا ہے اس میں۔حضور نے فرمایا ہم ان کو معاف کرتے ہیں۔

اب دو واقعات ہیں۔ایک خلیفۃ المسیح الثانی اور ایک خلیفۃ المسیح الثالث کا۔مجھے یاد ہے۔میں نے خود دیکھا کہ رتن باغ میں مَیں گیا۔اور مولوی محمد علی صاحب وہاں حضرت صاحب سے ملنے آئے۔مولوی صاحب کی ڈلہوزی میں کوٹھی تھی۔ فسادات کے دنوں میں وہاں جا کر ٹھہرے ہوئے تھے۔حضرت مصلح موعود کی یہ شان ہے کہ جس شخص نے سب سے زیادہ دکھ حضرت صاحب کو پہنچایا۔اس کے بعد حضور نے معاف کردیا۔مولوی محمد علی صاحب تھے۔ان کو ڈلہوزی سے آدمی بھیج کر منگوا لیا اور مولوی صاحب حضور کا شکریہ ادا کرنے آئے تھے۔.......... اس پر بس ایک واقعہ اگر اجازت ہو تو کمیونیکیٹ کرنا چاہتا ہوں۔یاد آ گیا ہے۔

واقعہ یوں ہوا میں لندن جلسہ پر گیا۔جب جلسہ ختم ہوا تو جلسہ گاہ سے باہر آ رہے تھے کہ مکرم آفتاب احمد صاحب امیر جماعت نے ایک دوست سے تعارف کرایا کہ چوہدری صاحب یہ لاہوری جماعت کے ہیں،بزرگ تھے تو میرے منہ سے ایک بات نکل گئی کہ شکر ہے پیغامی بھائی بھی جلسہ پر آنا شروع ہو گئے ہیں۔اب مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ پیغامی کہلانا پسند نہیں کرتے حاشا وکلا میں نے اس رنگ میں نہیں کہا تھا۔تو وہ بگڑ گئے کہنے لگے لو اب ہمیں یہ پیغامی کہتے ہیں اور کافی تلخی سے بولنا شروع کر دیا۔اس پر وہاں لوگ (چونکہ جلسہ کے بعد باہر آ رہے تھے) اکٹھے ہو گئے۔700 کا مجمع ہو گیا۔اس سے زیادہ کا نہیں ہوگا۔میں نے کہا جناب میری غلطی ہے۔مجھے اس کا احساس نہیں تھا کہ آپ بُرا مناتے ہیں لیکن آپ کو یہ بات سن کر جانا پڑے گا۔یہ بات اب آپ کو سننی پڑے گی۔میں نے کہا فسادات ہوئے 1974ء کے۔ہوئے تھے نا جس میں جماعت

کے ساتھ خون اور آگ کی ہولی کھیلی گئی تو یہ اس زمانے کی بات ہے۔ میں نے کہا کہ میں اور خلیفہ ثالث کالج کی سینٹ کے ممبر تھے۔ جب خلیفہ ہوگئے تو سینٹ میں جانا بند کر دیا تھا۔ میں جاتا تھا۔ یہ 1974ء کے فسادات کی بات ہے۔ شروعات ہوئی تھیں۔ میں نے عرض کیا حضور میٹنگ میں شمولیت کی درخواست آئی ہے۔ لیکن میں جاؤں گا نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ نہیں تم جاؤ گے۔ تم نے جانا ہے۔ گورنمنٹ نے ہماری پرفارمنس کی وجہ سے۔ اسٹیٹس کی وجہ سے ہمیں انڈیپنڈنٹ اسٹیٹس مل گیا ہوا تھا گورنمنٹ کی طرف سے پورے لاہور کو اور ہمارے کالج کو۔ گورنمنٹ نے دے دیا تھا۔ لیکن یونیورسٹی نے ابھی سرٹیفائیڈ نہیں کیا تھا اور یہ معاملہ یونیورسٹی میں پیش کرنا تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا تمہارا معاملہ پیش ہونا ہے تم نے جانا ہے وہاں۔ چنانچہ میں چلا گیا۔ تو پہلے سے یہ پروگرام بنا ہوا تھا 15۔20 آدمی ملے ہوئے تھے کہ جب یہ معاملہ پیش ہو تو بحث ہوتی رہے۔ یہ معاملہ ختم نہ ہو۔...... لمبی لمبی تقریریں کریں گے اور وقت ختم ہو جائے گا اور یہ میٹنگ ایک دن کی ہوتی تھی پھر اگلے سال یہ اجلاس جا پڑے گا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یونیورسٹی ہمیں یہ اسٹیٹس دے۔ پھر ہمارے 10 ایم ایس سی میں لڑکے جاتے تھے اور 10 کی فرسٹ کلاس آجاتی تھی۔ تو کہتے تھے مرزائی خود ہی لے لیتے ہیں۔

چنانچہ ہمارا کیس ٹاپ پر تھا۔ تو وہاں ڈاکٹر رفیع احمد چوہدری صاحب ہوتے تھے۔ وہ فزکس کے تھے اور جو گورنمنٹ کالج کی ہائی ٹینشن لیبارٹری تھی اس کے انچارج بھی تھے۔ حضرت صاحب کے بڑے معتقد تھے۔ بڑا ادب بھی کرتے تھے۔ طبیعت کے بڑے سادہ تھے۔ جب ہم نے ایم ایس سی کی Application (درخواست) کی وہ ممبر تھے......... انہوں نے کہا یہاں ایم ایس سی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ یہاں کلّر بہت ہے۔ اور عمارت کی کوئی عمر نہیں اور وہ کہا کرتے تھے کہ تمہارے حق میں یہ بات کہی تھی۔ اس سے آپ کو بڑا فائدہ ہوا تو میں نے ان کو پاس بٹھایا ہوا تھا۔ اگر یہ نہ بولے تو میں انہیں کہوں گا اٹھو بولو اور اس طرح 15۔20 آدمیوں کو بریف کیا ہوا تھا۔ بولتے چلے جانا رکنا نہیں۔ اتنے میں تلاوت ہوئی۔ ڈاکٹر اجمل صاحب وائس چانسلر تھے میرے کلاس فیلو بھی تھے۔ دوست بھی تھے۔ وہ ایک احمدی کے بیٹے تھے۔ خود تو احمدی نہیں تھے۔ والدہ کی سائیپریشن ہوگئی تھی۔ والدہ کے پاس ہی رہتے تھے۔ شریف آدمی تھے۔ قابل آدمی تھے۔ بعد میں سنٹر میں ایجوکیشنل سیکرٹری بھی ہوگئے تھے۔ پھر نیشنل پروفیسر ہوگئے تھے۔ حضرت صاحب کا بڑا ادب کرتے تھے۔ کیس ابھی پیش ہوا ایجنڈا ہوتا تھا اتنا موٹا (ہاتھ کے اشارے سے) چھپا ہوا۔ تو پیش اس طرح ہوتا ہے۔ آئٹم فلاں نمبر فلاں .... No Objection Any Objection- Taken as Passed۔ اس طرح ہوتا تھا جلدی جلدی پیش ہوتا تھا۔ واحد حسین ہمارے رجسٹرار تھے۔ میں ان کے ساتھ معذرت کے ساتھ پیش کرتا ہوں اگر وہ زندہ ہیں کہ حضرت صاحب نے ان کی پرورش کی تھی۔ وہ PA تھے جب ان کو کالج میں لیکچرار لگا دیا تھا۔ لیکن انہوں نے ہماری بڑی مخالفتیں کی تھیں۔ تو ابھی تلاوت ختم ہوئی ہے تو یہ کیس پیش ہوگیا۔ اب پیش کیا ہوا۔ ایجنڈا ایک اور تھا وہ یہ تھا Sociology of Religion ایک Subject بنایا تھا۔ Sociology of Religion مذہب کی عمرانیات۔ اس پر بہت سی کتابیں ریکمنڈ کی ہوئی

تھیں۔یعنی ریکمنڈ کونسل پہلے ریفر کرتی ہے پھر سینٹ میں آتا ہے۔تو 15۔20 نام تھے۔تو یہ چوہدری صاحب کھڑے ہو گئے۔مسٹر وائس چانسلر سر I move new Amendment............انہوں نے میرے حق میں اپنی طرف سے بات کی ہوگی۔ That the book religion of the Islam by Molvi Mohammad Ali should be included in the list شور مچ گیا۔آدھے سے زیادہ ہاؤس تو میرا مخالف تھا۔ایک کھڑا ہوا۔ Which Molana M. Ali تو انہوں نے کہا Not Molana Muhammad Ali Johar but Molana Muhammad Ali of Jamat Ahmadiyya Lahore اس پر شور مچ گیا۔ ڈسک بجنے شروع ہو گئے کہ نہیں ہو سکتا، نہیں ہو سکتا۔اس پر مجھے خیال آیا۔میں کھڑا ہوا تو یہ صاحب بھی کھڑے ہو گئے۔اور کہا سر Amendment.............اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب میں حضرت صاحب کے پاس واپس آیا۔اور حضور سے عرض کیا اور جب میں اس بات پر پہنچا تو حضور نے غصے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔جب حضور کی طبیعت پر بوجھ ہوتا تھا۔چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔فرمایا تم لوگ بڑے بے غیرت ہو۔تم کیوں نہیں بولے میں نے کہا حضور انہوں نے مجھے ڈراپ کر دیا ہوا تھا لیکن بات ختم نہیں ہوئی۔ابھی بات رہتی ہے۔چنانچہ اس کے بعد وائس چانسلر تھے شیخ امتیاز علی۔وہ لاء کالج کے پرنسپل بھی تھے حضرت صاحب کے بڑے دوست تھے۔حضور میں ان کے پاس گیا۔یہ میں رپورٹ حضرت صاحب کو دے رہا ہوں۔میں نے کہا شیخ صاحب آپ اتنی تقریریں کیا کرتے ہیں Freedom of Independent thought آج کیا ہوا ہے۔کہنے لگے چوہدری صاحب ہم بڑے بزدل ہیں۔میں نے کہا آج آپ نہیں بولے کل پھر میٹنگ رکھی ہے۔تو کل آپ نے بولنا ہوگا۔وہ کہنے لگے میں آپ سے وعدہ نہیں کرتا اور مجھے کہا کہ آپ بول ہی نہیں سکتے میں نے کہا کیوں؟۔یہ ایک دن کی میٹنگ ہوتی ہے اب انہوں نے گورنمنٹ سے سپیشل اجازت لے کر ایک دن کی میٹنگ اور رکھی ہے۔اور یونیورسٹی پر کئی لاکھ روپیہ کا بوجھ پڑ گیا ہے۔باہر کے ملکوں سے بھی آتے تھے۔پہلے ایجنڈے پر میٹنگ تھی۔اب ایجنڈا ختم ہو گیا ہے۔تو آپ نہیں بول سکتے۔میں نے کہا میں نے نہیں بولنا آپ نے بولنا ہے۔میں وعدہ نہیں کرتا موقع دیکھ کر۔میں نے کہا اچھا پھر نہ بولنا۔یہ باتیں حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں میں غصہ کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔جب میں دروازہ پر پہنچا تو ان کی آواز آئی چوہدری صاحب آپ رک جائیں۔ایک بات میں آپ کو بتا دیتا ہوں ایک اور مضمون ہے جو اسلامیات کا ہے۔ Islamic Studies کے ایم اے میں یہی کتاب Recomended ہے۔میں نے کہا آپ نہ بولیں میں بول لوں گا۔آپ بول نہیں سکیں گے۔اگلے سال آپ ایجنڈے میں رکھوائیں پھر بول سکیں گے۔میں نے کہا دیکھا جائے گا یہ پیارے دوست ڈاکٹر اجمل صاحب۔میں ان کا احترام بھی کرتا ہوں۔دوست بھی تھے بڑے۔حضرت صاحب کا بڑا ادب کرتے تھے (یہ باتیں حضرت صاحب سن رہے ہیں اور یہ سب باتیں میں لندن میں سنا رہا ہوں۔ان کو جو پیغامی دوست تھے) تو اگلے دن میٹنگ شروع ہوئی تلاوت کرنے والا نہ آیا۔تو مجھے اقبال سمیع صاحب تھے جو رجسٹرار تھے۔وہ کہنے لگے کہ چوہدری صاحب

Do you Ricite the Holy Quran ۔میں نے کہا With Pleasure لیکن آپ دوستوں سے پوچھ لیں کہ .... I am Ch. Muhammad Ali from Rabwah. اتنے میں تلاوت کرنے والا آ گیا۔ تلاوت ہوئی۔ میں کھڑا ہو گیا۔ اس پر شور مچ گیا۔ میں نے وائس چانسلر سے کہا Sir. I want your Ruling آپ رولنگ دیں۔ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ کل This University was insulted and I want to speak on this ....

اجمل کی یہ خوبی ہے (اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گیا ہوا ہے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے۔) قطعاً کل اجازت اس کی نہیں دیتا تھا۔ اس نے کہا۔ All right اب جب میں نے شروع کیا کہ کل یہاں واقعہ ہوا اور ایسا ہوا تو شور مچ گیا۔ ڈیسک بجنے لگے۔ نہیں ہو سکتا نہیں ہو سکتا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے۔

میں نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا۔ جب تک مجھے وائس چانسلر صاحب کی پروٹیکشن حاصل ہے اور رولنگ جاری ہے۔

.............میں نے کہا یہ ہے Sociology of Religion مولوی محمد علی صاحب کا بھی ایک ریلیجیز تھا۔ ہو سکتا ہے وہ اسلام نہ ہو۔ سمجھ لیں وہ اسلام نہیں تھا۔ وہ ریلیجز تو تھا۔ اس کا بھی حق تھا۔ دوسرا دیکھیں کھولیں۔ اسلامک سٹڈیز کا نصاب نکالیں۔ ایم اے میں یہ کتاب Recomended ہے۔ اب بات لمبی ہو گئی تھی۔ تو وائس چانسلر نے کہا۔ چوہدری صاحب What you want میں نے کہا I am not a book seller لیکن میں پرنسپل ہوں۔ اس کو واپس بھیجیں اکیڈیمک کونسل کے پاس۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور بات ختم ہو گئی۔ حضرت صاحب خوش ہو گئے۔

(بقیہ از صفحہ 34)

ہستی باری تعالیٰ سے متعلق تین سوال (از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب) 25 دسمبر 1948ء

ہستی باری تعالیٰ کے متعلق ایک روسی چیلنج اور اسکا جواب (از ابوالعطاء صاحب جالندھری) 22,21 اگست 1959ء

ہستی باری تعالیٰ کے متعلق فطرت کی آواز (از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب) 14 مارچ 1959ء

ہمارا خدا از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ 6 جنوری 1943ء

ہستی باری تعالیٰ پر مزید مضامین الفضل۔ 24 ستمبر 1947ء، 14 نومبر 1960ء، 20 جولائی 1955ء، 23 ستمبر 1947ء، 1,9 مئی 1952ء، 4 نومبر 1960ء

رسائل: ''ریویو آف ریلیجنز''۔ ''الفرقان''۔ ماہنامہ (''انصار اللہ''۔ ''خالد''۔ ''مصباح''۔ ''تشحیذ الاذہان'')

اخبارات: الحکم۔ البدر۔ الفضل۔ الفضل انٹرنیشنل

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اظہار خوشنودی و دعا

قیادت تعلیم ۔مجلس انصاراللہ پاکستان

1-مقابلہ مقالہ نویسی: خلافتِ احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقع پر مجلس انصاراللہ پاکستان کو تمام ذیلی تنظیموں کا مقابلہ مقالہ نویسی منعقد کروانے کی سعادت نصیب ہوئی تھی ۔اس کی رپورٹ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوائی گئی جس پر حضور نے تحریر فرمایا...

ارشاد حضور انور:

''آپ کی طرف سے پاکستان کی تمام ذیلی تنظیموں کے مقابلہ مقالہ نویسی بسلسلہ خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کی رپورٹ موصول ہوئی ۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔اللہ تعالیٰ نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والوں کیلئے یہ اعزازات مبارک کرے اور اس مقابلہ میں حصہ لینے والے تمام ممبران کو علم و معرفت میں بڑھاتا رہے اور انہیں اپنے فضلوں سے نوازے۔آمین''

2- امتحان ''**الوصیت**'' کی رپورٹ جب حضور انور کی خدمت میں پیش کی گئی تو تحریر فرمایا:

ارشاد حضور انور:

''آپ کی طرف سے صد سالہ خلافت جوبلی کے سلسلہ میں پہلی سہ ماہی میں انصار اللہ سے رسالہ ''الوصیت'' کا امتحان لینے کے متعلق رپورٹ موصول ہوئی ۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔اللہ مبارک کرے۔ماشاء اللہ اس امتحان میں کافی تعداد میں انصار نے شمولیت اختیار کی ہے اس روحانی اور دینی پروگرام سے جو باتیں سیکھی ہیں اللہ تمام انصار کو انہیں اپنی زندگیوں میں جاری کرنے کی توفیق دے۔اللہ آپ سب کے ساتھ ہو۔آمین''

3- امتحان ''**منصبِ خلافت**'' کی رپورٹ صدصاحب مجلس انصاراللہ پاکستان کی طرف سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خدمت میں بھجوائی گئی جس پر ارشاد موصول ہوا۔

ارشاد حضور انور:

''آپ کی طرف سے صد سالہ خلافت جوبلی کے سلسلہ میں "منصب خلافت" کے امتحان کی رپورٹ موصول ہوئی ۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ماشاء اللہ امتحان میں شامل ہونے والوں کی تعداد اچھی ہے۔اللہ سب شامل ہونے والوں کے علم و عرفان میں برکت بخشے اور ہمیشہ خلیفہ وقت کے ساتھ اخلاص و وفا کا رشتہ استوار کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔آمین''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا وارث بنائے اور ہمارا قدم آگے سے آگے بڑھتا رہے اور ہم سب خلافتِ احمدیہ کی برکات سے وافر حصہ پانے والے ہوں۔آمین

مقابلہ مقالہ نویسی بعنوان ''ہستی باری تعالیٰ''

برائے مجلس انصار اللہ پاکستان

قواعد، ذیلی عناوین وامدادی کتب

قواعد:

☆ عنوان مقالہ ''**ھستی باری تعالیٰ**''

☆ مقالہ کے الفاظ 60ہزار سے کم اور ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد نہ ہوں۔ ایسے مقالہ جات مقابلہ میں شریک نہ کئے جائیں گے جن کے الفاظ کی تعداد 60ہزار سے کم اور ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد ہوگی۔

☆ **مقالہ نگار الفاظ کی تعداد کو مقالہ کے ٹائٹل صفحہ پر نمایاں طور پر تحریر کریں۔**

☆ جن کتب کا حوالہ دیا جائے اُن کے مصنفین، کتاب کا نام، ایڈیشن، مطبع، سنِ اشاعت، جلد وصفحہ نمبر درج کیا جائے۔ اور حوالہ جات کو درست اور نمایاں طور سے تحریر کیا جائے۔

☆ کاغذ کے ایک طرف صاف اور خوشخط تحریر کریں۔ مقالہ کے دائیں طرف حاشیہ ضرور چھوڑیں۔

☆ مقالہ جمع کرانے کی آخری تاریخ **31 اگست 2009ء** ہے۔ مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والے مقالہ جات مقابلہ میں شریک نہ کئے جائیں گے۔

☆ **مقالہ نگار پہلے صفحہ پر مقالے کا عنوان، اپنا مکمل نام بمعہ ولدیت، مکمل پوسٹل ایڈریس بمعہ فون نمبرز، اپنی تنظیم اور مجلس کا نام نمایاں طور پر تحریر کریں۔**

☆ اس مقابلہ میں مجلس انصار اللہ پاکستان کے اراکین شریک ہوں گے۔

☆ مجلس انصار اللہ پاکستان کے اراکین اپنے مقالہ جات براہ راست قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان (ربوہ) کو بھجوائیں۔

☆ مقالہ لکھنے والے اراکین کی راہنمائی کے لئے ذیلی عناوین اور امدادی کتب کی فہرست دی جا رہی ہے۔ تاہم مقالہ نویس ان کتب کے علاوہ مزید کتب سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں نیز اگر چاہیں تو وہ مزید ذیلی عناوین بھی بنا سکتے ہیں۔ **تاہم مقالہ تحریر کرتے وقت قیادت تعلیم کی طرف سے دیئے گئے عناوین کے تحت لکھنا ضروری ہوگا۔**

☆ مقالہ نویس مقالہ مرکز میں جمع کروانے سے قبل ایک کاپی اپنے پاس رکھ لیں ۔مرکز میں جمع شدہ مقالہ واپس نہیں دیا جائے گا۔

☆ **مقالہ نویس اراکین کے لئے تمام قواعد کی پابندی لازمی ہے۔**

☆ **انعامات کی تفصیل درج ذیل ہے:**

اوّل : سیٹ روحانی خزائن	+	سند امتیاز	+	**25** ہزار روپے نقد
دوم : سیٹ تفسیر کبیر	+	سند امتیاز	+	**15** ہزار روپے نقد
سوم: سیٹ انوار العلوم	+	سند امتیاز	+	**10** ہزار روپے نقد

ان **تین انعامات** کے علاوہ **دس انعامات** حسن کارکردگی کی بناء پر **اگلی دس پوزیشنز** حاصل کرنے والوں کو **انعامی کتب اور سند امتیاز** کی صورت میں دیئے جائیں گے۔اس کے علاوہ مقابلہ میں شرکت کرنے والوں کو **سند شرکت** بھی دی جائے گی۔

ذیلی عناوین:

1- دیگر مذاہب اور اقوام میں خدا کا تصور
2- اسلام میں خدا تعالیٰ کا تصور
3- ہستی باری تعالیٰ کے دلائل۔"عقلی، نقلی، روحانی اور سائنسی لحاظ سے"
4- ہستی باری تعالیٰ پر اعتراضات اور ان کے جوابات
5- صفات باری تعالیٰ کا فہم وادراک
6- صفاتِ باری تعالیٰ سے خدا کی ہستی کا ثبوت
7- قبولیت دعا سے خدا کی ہستی کا ثبوت
8- معرفت الٰہی کی ضرورت،اہمیت اور اس کا حصول
9- بندے اور خدا کا تعلق
10- محبت الٰہی اور اس کے حصول کے ذرائع
11- عقیدہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی حقیقت
12- تقدیر الٰہی۔اس پر اعتراضات کے جوابات
13- ہستی باری تعالیٰ۔اسلامی اور یورپی فلسفہ کی رو سے
14- قیام توحید کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان جدّ وجہد
15- صحابہ رسولؐ کی محبت الٰہی اور غیرت توحید کے حیران کن واقعات

16- خدا تعالیٰ اور اسکی توحید کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے پُر معارف ارشادات
17- حضرت مسیح موعودؑ کی محبت الٰہی اور تعلق باللہ
18- قیام توحید کے سلسلہ میں خلفاء احمدیت کے ارشادات
19- حیات بعد الموت کے تصور کی اہمیت

امدادی کتب:

قرآن کریم۔ کتب احادیث
1- تفسیر حضرت مسیح موعودؑ مکمل
2- کتب حضرت مسیح موعودؑ (روحانی خزائن مکمل، ملفوظات جلد 1 تا 5)
3- حقائق الفرقان — از حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل
4- تفسیر صغیر + تفسیر کبیر مکمل — از حضرت مصلح موعود
5- ترجمۃ القرآن — از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
6- خطبات نور — از حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل
7- انوار العلوم — از حضرت مصلح موعود
8- تقدیر الٰہی — از حضرت مصلح موعود
9- خطبات محمود
10- خطبات ناصر
11- خطبات طاہر
12- الہام، عقل، علم اور سچائی — (اردو ترجمہ: تصنیف حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)
13- خطبات مسرور
14- ہمارا خدا — از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب
15- زندہ اور زندگی بخش خدا — از محمد سلیم ملک صاحب مربی سلسلہ
16- خدا اور کائنات — از پیام شاہجہان پوری صاحب
17- دلائل ہستی باری تعالیٰ — از حضرت سید میر محمد اسحق صاحب
18- براہین العقائد — از حضرت سید میر محمد اسحق صاحب
19- وید اور تناسخ — از حضرت سید میر محمد اسحق صاحب

20- مرقاۃ الیقین فی حیات نورالدین ازاکبرشاہ خان نجیب آبادی صاحب
21- حیات قدسی ازحضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی
22- صفات باری تعالیٰ ازحضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ
23- اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کا اسلامی تصور ازمولانا دوست محمد شاہد صاحب

مضامین الفضل:

الفضل سالانہ نمبر بعنوان ''ہستی باری تعالیٰ''۔	2000ء
ہستی باری تعالیٰ پر گفتگو کرنے کا طریق۔	7 جولائی 1942ء
ہستی باری تعالیٰ پر ایک سائنسدان کے سات دلائل۔	30 اپریل 1947ء
عقیدہ وجود باری پر اہل نفسیات کے اعتراض کے جواب۔	14,2 جنوری 1955ء
اللہ تعالیٰ کی ہستی اور سائنسدان۔	12,10 نومبر 1960ء
اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین کس طرح ہوسکتا ہے۔	20 مارچ 1959ء
اللہ تعالیٰ کے وجود کا زندہ ثبوت۔	27 جون 1952ء
اللہ۔صفات الٰہیہ۔	27 اکتوبر، 3 نومبر 1914ء
''الہام'' ہستی باری تعالیٰ کا سب سے بڑا ثبوت۔	22 جون 1952ء
ایک دہریہ سے گفتگو۔	11 دسمبر 1925ء
ثبوت ہستی باری تعالیٰ۔	20,19,17 مارچ 1949ء
چند شکوک کا ازالہ۔	15 اگست 1916ء
صفات الٰہیہ ازحضرت مصلح موعود۔	26 نومبر 1945ء
صفات الٰہیہ بعض اعتراضات کے جوابات۔	6 اگست 1931ء
عقیدہ توحید کے متعلق ہادیان مذاہب کا اتفاق۔	6 جنوری 1942ء
قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے وہ ثبوت۔	25 دسمبر 1960ء
قدرت کا ہر نیا انکشاف خدا کی ہستی کا ثبوت ہے۔	23 ستمبر 1955ء
وجود باری تعالیٰ کا ثبوت۔	19 جون 1962
وجود باری سائنس کی نظر میں۔	10 فروری 1962ء

(باقی صفحہ 29 پر)

اخبار مجالس

(مرتبہ: مکرم مسعود احمد سلیم صاحب)

☆ **صد سالہ خلافت جوبلی تقریبات حلقہ ڈایرانوالہ ضلع بہاولنگر**: 14 مئی 2008ء صد سالہ خلافت جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں پکنک کا انعقاد کیا گیا جس میں ابتداء میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا گیا جس میں دو غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے۔ بعد ازاں علمی و ورزشی مقابلہ جات پانچ انصار بھائی سائیکلوں پر سوار ہو کر پکنک کے لئے تشریف لائے۔ اختتام پر انعامات تقسیم کئے گئے اور کھانا پیش کیا گیا۔

☆ **ریفریشر کورس مجالس انصاراللہ و خلافت سیمینار ضلع بہاولنگر**: مورخہ 23 مئی 2008ء مجالس انصاراللہ ضلع بہاولنگر کے زعماء کا ریفریشر کورس بمقام 102 چک فتح ضلع بہاولنگر منعقد ہوا۔ جس میں زعماء کی حاضری 29/33 رہی۔ مرکزی نمائندہ مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب نے آسان پیرایہ میں تمام شعبہ جات کے متعلق تفصیلی ہدایات سے نوازا اور ایمان افروز باتیں بیان فرمائیں۔ اس ریفریشر کورس میں پانچوں نگران حلقہ جات سمیت ضلعی مجلس عاملہ کے آٹھ ارکان بھی شامل ہوئے۔ ریفریشر کورس کے بعد خلافت سیمینار منعقد کیا گیا جس میں محترم شیخ کریم الدین صاحب ایڈووکیٹ امیر صاحب ضلع بہاولنگر اور مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب مرکزی نمائندہ نے نظام خلافت اور ہماری ذمہ داریاں کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ حاضری جلسہ 120 غیر از جماعت احباب 4 نو مبائعین 4 کل 128۔ تقریب کے اختتام پر حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

☆ **صد سالہ خلافت جوبلی تقریب فیصل ٹاؤن لاہور**: جماعت احمدیہ فیصل ٹاؤن لاہور نے صد سالہ خلافت جوبلی کا آغاز مورخہ 27 مئی 2008ء کو نماز تہجد سے آغاز کیا۔ حاضری انصار 40، خدام 44، اطفال 6، کل 90۔ معمر انصار احباب نے گھروں میں انفرادی تہجد ادا کی۔ اس دن چھ بکروں کا صدقہ کیا گیا جس میں سے دو بکرے جماعت کی طرف سے ایک لجنہ اماء اللہ اور تین انصار اللہ کی طرف سے تھے۔ 100 گھروں میں 100 کلو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ تمام احباب جماعت نے MTA پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا تاریخی خطاب سنا۔

☆ **سیمینار بر سیرت و سوانح حضرت عثمانؓ بن عفان خلیفہ ثالث مجلس انصاراللہ مقامی**: مورخہ 24 جولائی 2008ء بروز جمعرات بعد از نماز عصر ایوان ناصر میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد سوم کی سیرت و سوانح اور

آپ کے دورِ خلافت کے اہم واقعات پر سیمینار منعقد ہوا۔ سیمینار کے آغاز میں مکرم مسعود سلمان صاحب نے حضرت عثمانؓ بن عفان کی دل نشین سیرت کا بیان کیا۔ سیمینار کی دوسری تقریر مکرم مولانا جمیل الرحمان رفیق صاحب سابق امیر و مربی انچارج تنزانیہ و کینیا و حال وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ نے کی "حضرت عثمان بن عفان کے حالات و واقعات" کے موضوع پر تھی۔ دوران پروگرام حاضرین کی خدمت ٹھنڈے مشروب سے کی گئی۔ حاضری انصار 235 رہی۔

☆ **تقاریب سلسلہ صد سالہ خلافت جوبلی مجلس انصار اللہ واہ کینٹ**: مجلس واہ کینٹ کے تمام سات حلقہ جات میں اجلاسات بسلسلہ یوم خلافت منعقد کئے گئے۔ حاضری انصار 70، خدام 45، اطفال 20۔ کل حاضری 135

مورخہ 23 مئی 2008ء بعد از نماز جمعہ جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا حاضری انصار 56، خدام 1، اطفال 14 ٹوٹل 71۔

مورخہ 25 مئی 2008ء بیت الحمد واہ کینٹ میں وقار عمل ہوا۔ حاضری 21۔

مورخہ 26 مئی 2008ء نفلی روزہ رکھا گیا اور تمام سینٹرز میں اجتماعی افطاری کا انتظام کیا گیا۔

مورخہ 27 مئی 2008ء کا آغاز اجتماعی نماز تہجد سے ہوا۔ مجلس کی طرف سے ایک بکرا صدقہ کیا گیا۔ بعد از نماز فجر تمام یعنی 150 احمدی گھرانوں میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ اس روز جلسہ خلافت لندن دیکھنے کے لئے اجتماعی پروگرام بنایا گیا جس میں حاضری مرد و زن 500 رہی۔

مورخہ 30 مئی 2008ء بعد از نماز جمعہ جلسہ خلافت جوبلی منعقد ہوا۔ جس میں مکرم مولانا اعظم اکسیر صاحب اور مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے مرکزی نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کی۔ حاضری 325۔

☆ **صد سالہ خلافت جوبلی علمی و ورزشی و تربیتی اجتماع مجلس انصار اللہ واہ کینٹ**: مجلس انصار اللہ واہ کینٹ نے مورخہ 13 جولائی 2008ء کو بمقام کوٹ سلطان فارمز فتح جھنگ ضلع اٹک صد سالہ خلافت جوبلی علمی و ورزشی و تربیتی اجتماع منعقد کروایا۔ اجتماع کا آغاز تلاوت و عہد و نظم بعد ازاں مکرم انور طاہر صاحب مربی سلسلہ واہ کینٹ نے "خلافت سے تعلق اور اس کی برکات" کے موضوع پر تقریر کر کے کیا۔ اس موقع پر 100 میٹر دوڑ، میوزیکل چیئر ریس، کلائی پکڑنا کے ورزشی مقابلہ جات کے علاوہ انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے درمیان دلچسپ فٹ بال میچ بھی کروایا گیا۔

تمام تنظیموں کے الگ الگ ورزشی اور علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ اس موقع پر اذان، نظم اور تقریر فی البدیہہ کے مقابلہ جات منعقد کروائے گئے۔ حاضری انصار 42، خدام 24، اطفال 22، بچگان 10، کل 98۔

مورخہ 18 جولائی 2008ء بروز جمعہ علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن لینے والوں سے انعامات تقسیم کئے گئے ۔حاضری انصار 86،خدام 61، اطفال و بچگان 17 کل 164 ۔

☆ **پکنک مجلس انصاراللہ مقامی:** 19 جولائی 2008ء بروز ہفتہ بیوت الحمد پارک میں مجلس انصاراللہ مقامی کے تحت پکنک کا پروگرام رکھا گیا۔تمام شاملین نے نماز عصر با جماعت ادا کرنے کے بعد درس ملفوظات سنا۔اس پکنک میں تیراکی کے مقابلے کے علاوہ ایمان افروز واقعات اور لطائف کی بزم بھی سجائی گئی ۔حاضری انصار 90 ۔

☆ **تقاریب صد سالہ خلافت جوبلی مجلس انصاراللہ مارٹن روڈ کراچی:** 27 مئی 2008ء بروز منگل صبح کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔بعد از نماز تہجد مکرم رانا غلام مصطفےٰ صاحب مربی سلسلہ نے برکات خلافت کے موضوع پر درس دیا اور پھر بعد از نماز فجر اجتماعی ناشتہ پیش کیا گیا۔حاضری تہجد انصار 48،خدام 40، اطفال 20،لجنہ اماء اللہ 82، ناصرات 16 کل 212۔

اس دن مجلس کی طرف سے 8 بکروں کا صدقہ کیا گیا۔تمام احباب جماعت دو بجے ہی حضور انور ایداللہ تعالیٰ کا خطاب سننے سنٹر میں جمع ہو گئے ۔خطاب کے بعد تمام احباب میں شیرینی تقسیم کی گئی ۔حاضری انصار 49،خدام 51، اطفال 23،لجنہ اماء اللہ 90،ناصرات 18، بچگان 35 کل 266 ۔

مورخہ یکم جون 2008ء بروز اتوار بعد از نماز مغرب بیت الحمد مارٹن روڈ کراچی میں جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا۔ جس میں مکرم امیر صاحب ضلع اور مربی صاحب ضلع کراچی نے بھی شرکت فرمائی ۔حاضری انصار 40،خدام 30، اطفال 19،لجنہ اماء اللہ 35،ناصرات 14، بچے 20 کل 158 ۔

☆ **تقریبات صد سالہ خلافت جوبلی مجلس انصاراللہ حلقہ النور کراچی:** صد سالہ خلافت جوبلی کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے مورخہ 25 اپریل، 2، 9، 16، 23 مئی 2008ء کے جمعۃ المبارک میں خلافت جوبلی کی برکات اور اس کی اہمیت پر خطبات دیئے گئے ۔

مورخہ 18 اپریل 2008ء جلسہ یوم خلافت منعقد کیا گیا۔حاضری انصار 50،خدام 60، اطفال 30،لجنہ اماء اللہ 100، ناصرات 35، بچے 24 کل 301۔

مورخہ 26 مئی کو صد سالہ خلافت جوبلی علمی ریلی منعقد کی گئی ۔جس میں تلاوت نظم اور اقتباسات کے پڑھنے کے مقابلہ جات کروائے گئے ۔حاضری انصار 24،خدام 62، اطفال 20 کل 106 ۔

مورخہ 27 مئی 2008ء بروز منگل کا آغاز اجتماعی تہجد سے ہوا۔نماز تہجد کے بعد مکرم مربی صاحب نے خلافت کے موضوع پر درس دیا۔حاضری انصار 35،خدام 60، اطفال 20،کل 115۔

نماز فجر کے بعد اجتماعی ناشتہ دیا گیا۔نیز تمام احباب جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعائیہ اور تہنیتی خطوط لکھے۔تعداد خطوط 115۔

ہر ذیلی تنظیم اور مرکزی جماعت کی طرف سے کل چھ بکروں کی قربانی پیش کی گئی۔بعد از نماز ظہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور خطاب سُنا۔حاضری انصار 50،خدام 108، اطفال 38،لجنہ اماء اللہ 173، ناصرات 30، بچے 20،کل 419۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کے لئے دو نئے گھروں میں ڈش لگوائی گئی اور 5 ڈشوں کی مرمت کروائی گئی۔

☆ پکنک وصد سالہ خلافت جوبلی تقریری مقابلہ مجلس انصار اللہ ضلع میر پور خاص: مورخہ 27 جون 2008ء

بروز جمعۃ المبارک کو زعماء مجالس وضلعی عاملہ اور مربیان کرام ''چھوری'' کے تاریخی تفریحی مقام پر پکنک کے لئے گئے۔یہ مقام جماعتی لحاظ سے اس لئے اہمیت کا حامل ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے دورہ سندھ کے دوران اس بڑی نہر پر تقریباً دو کلومیٹر کشتی رانی کی تھی۔دوران پکنک صد سالہ خلافت احمدیہ تقریری مقابلہ منعقد ہوا اور برکات خلافت، استحکام خلافت ،منصب خلافت کے عناوین پر تقاریر کی گئیں۔حاضری 125 سے زائد رہی۔

☆ تقریبات صد سالہ خلافت جوبلی چک 117 چھور مغلیاں ضلع شیخو پورہ: مورخہ 27 مئی 2008ء

بروز منگل صبح کا آغاز جماعت چک 117 چھور مغلیاں نے نماز تہجد سے کیا۔نماز فجر کے بعد مکرم معلم صاحب نے خلافت کے موضوع پر درس دیا۔درس کے بعد تمام حاضرین میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔اور پانچ ہزار روپیہ بطور صدقہ غریبوں میں تقسیم کیا گیا۔اس کے علاوہ تمام گاؤں میں اڑھائی من مٹھائی بھی تقسیم کی گئی۔جماعت چک 117 چھور مغلیاں نے ہر تنظیم کے لئے علیحدہ علیحدہ بیجز خلافت کے حوالے سے خاص قسم کی ٹوپیاں اور اسٹیکر بھی بنوا کر تقسیم کئے جو ہر خاص و عام نے اپنے سینوں پر سجائے۔بعد ازاں بچوں کے لئے خلافت کوئز اور میوزیکل چیئر کا بھی پروگرام منعقد کیا گیا۔لوکل جماعت نے ایک گائے قربان کی۔جس کا نصف گوشت احمدی احباب کے گھروں میں بھجوایا گیا اور نصف گوشت سے گاؤں کے معززین نیز غرباء کی ضیافت کی جس میں ہندو، عیسائی، اہلحدیث اور اہلسنت شامل ہوئے جن کی تعداد 200 سے زائد رہی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاریخی خطاب کے بعد ایک مرتبہ پھر احمدی احباب میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔رات کو بیت الذکر اور مربی ہاؤس سمیت تمام گاؤں میں چراغاں کیا گیا۔

تقریبات صد سالہ جوبلی بیرون از پاکستان

☆ تقریب احمدیہ ہسپتال امبالے میں ’’میٹرنٹی وارڈ‘‘ کا افتتاح

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ یوگنڈا کے دوران از راہ شفقت احمدیہ ہسپتال امبالے میں اس میٹرنٹی وارڈ کا سنگِ بنیاد رکھا تھا۔

خدا کے فضل سے ۱۵۰ ملین شلنگز کے خرچ سے بہت ہی خوبصورت اور تمام سہولتوں سے مزین میٹرنٹی وارڈ تیار ہوا ہے۔ جس کا افتتاح حضور انور کی اجازت سے فرسٹ لیڈی یعنی محترم صدرِ مملکت کی اہلیہ صاحبہ نے مورخہ ۲۳ مئی ۲۰۰۸ء کو فرمایا۔ خاتونِ اوّل ملک کے دارالحکومت کمپالا سے بذریعہ ہیلی کاپٹر ۴۰۰ میل دور سے صرف اس تقریب میں شرکت کے لئے امبالے تشریف لائیں۔ اُن کے ہمراہ سٹیٹ ہاؤس کی ٹیم بھی تھی۔ تقریب سے ایک ہفتہ قبل سارے ہسپتال کو سٹیٹ ہاؤس کی سیکورٹی ٹیم نے اپنی نگرانی میں لیا ہوا تھا۔ محترمہ فرسٹ لیڈی نے آتے ہی ربن کاٹ کر میٹرنٹی وارڈ کا افتتاح کیا اور اندر جا کر تمام حصوں کا معائنہ کیا اور بعد میں وزیٹرز بک پر اپنے ریمارکس لکھے۔

اس تقریب کی خبر ملک کے مشہور اخبار نیو ویژن جو لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوتا ہے قبل از وقت پھر افتتاح کے بعد بھی نمایاں تصویر کے ساتھ شائع کی۔ اس کے علاوہ دوسرے نمبر پر مشہور اخبار ڈیلی مانیٹر نے بھی تصویر کے ساتھ خبر شائع کی۔ نیز یوگنڈا ٹی وی نے بھی اُس دن تفصیل سے اس تقریب کی خبر نشر کی۔ ریڈیوز نے بھی اس خبر کو خوب نشر کیا۔

اس ہسپتال کے آؤٹ ڈور کا افتتاح مکرم و محترم صدرِ مملکت نے خود ۱۹۸۱ء میں کیا تھا۔ اس تقریب میں فرسٹ لیڈی کے علاوہ وزیر صاحب انچارج برائے صدارتی اُمور، وزیر برائے ہاؤسنگ کے علاوہ ۵ ممبرز آف پارلیمنٹ اور یوگنڈا کے سابق سفیر برائے یوکے، امبالے ایریا کے تمام سرکاری و نیم سرکاری افسران نے شرکت کی۔ غرضیکہ اس تقریب کی خوبصورتی اس کا حسنِ انتظام اور گورنمنٹ کے عہدیداران کی غیر معمولی حاضری تھی۔ صرف سرکردہ احباب کو مدعو کیا گیا تھا جن کی تعداد ۲۰۰ سے زائد تھی۔

ہسپتال کو خوبصورت جھنڈیوں، غباروں، بینرز اور بورڈ وغیرہ سے سجایا گیا تھا۔ میٹرنٹی وارڈ کی خوبصورتی تو قابلِ دید تھی۔ مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ رفیع احمد صاحب اور ان کی اہلیہ اور دیگر سٹاف نے ہفتوں کی دن رات انتھک محنت سے ہسپتال کی رونق کو دوبالا کر دیا تھا۔

تقریب کا آغاز حسبِ روایت تلاوتِ قرآن کریم کے ساتھ ہوا۔ اس کے بعد سرکاری افسران اور وزیر صاحب برائے ہاؤسنگ نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ بعد ازاں امیر صاحب یوگنڈا نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی عالمی سطح پر اور یوگنڈا میں خدمات کے تعارف کے علاوہ جماعت احمدیہ کا تعارف بڑے موثر رنگ میں کروایا۔ مکرم امیر صاحب کی تقریر کو فرسٹ لیڈی اور تمام حاضرین نے خوب سراہا۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر صاحبزادہ رفیع احمد صاحب نے ہسپتال کی مختصر تاریخ اور کارکردگی، نصرت جہاں سکیم کا تعارف اور ہسپتال میں موجود سہولیات سے متعارف کروایا۔ ان کے بعد باری باری علاقے کے سرکردہ افسران نے اپنے مختصر مگر پُرجوش خطابات میں جماعت کے ہسپتال کی کارکردگی کو خوب سراہا اور دلی طور پر شکریہ ادا کیا۔ نیز اپنی طرف سے ہر سطح پر تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

بعد ازاں وزیر صاحبہ برائے صدارتی اُمور نے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور بڑے وثوق سے اس بات کا اظہار کیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورہ کے دوران جو وعدے کئے تھے وہ پورے کر دیے ہیں۔ انہوں نے جماعت کی خدمات کو سراہا۔

اس کے بعد خاتونِ اوّل صاحبہ نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی لیڈر شپ کا دلی طور پر شکریہ ادا کیا اور متعدد بار امبالے کے لوگوں کو خوش قسمت قرار دیا کہ اتنی بہترین خدمات کرنے والے لوگ آپ کے ساتھ ہیں اور برملا اس بات کا اظہار کیا کہ گورنمنٹ بھی اس طرح کی سہولت دینے سے قاصر ہے۔ جبکہ جماعت نے اتنی خوبصورت، مکمل اور ماڈرن میٹرنٹی آپ کو بنا کر دیا ہے۔ نیز فرمایا کہ ہسپتال کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہم بھرپور تعاون کریں گے اور ہر ممکن مدد کریں گے۔ فرسٹ لیڈی صاحبہ نے یوگنڈا میں جماعتی خدمات کو خوب سراہا اور فرمایا کہ جو بھی یوگنڈا سے محبت کرتا ہے ضرور اس جماعت سے محبت کرے گا اور فرمایا کہ میں خوش قسمت ہوں کہ آج اس افتتاح کے لئے خود آئی ہوں اور خدا کی شکر گزار ہوں اور آپ کو اس کی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے فرسٹ لیڈی کو قرآن کریم اور دوسری جماعتی کتب تحفۃً پیش کیں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے ایک وال کلاک جس پر صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی لکھا ہوا تھا اور لوگو بنا ہوا تھا پیش کیا۔ اس کے بعد تمام حاضرین کو جن کی تعداد ڈھائی سو سے زائد تھی بڑے نظم وضبط کے ساتھ پُرتکلف کھانا پیش کیا گیا۔